إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

خطبہ نمبر

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN

قیمت ایک آنہ

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۵۱

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

جلد ۲۴	مورخہ ۲۹ رجب ۱۳۵۵ھ	یوم جمعہ	مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۶ء	نمبر ۹۲

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۴ اکتوبر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت دن میں تو خدا کے فضل سے اچھی رہی۔ مگر بعد نماز مغرب طبیعت خراب ہو گئی۔ اور ضعف ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت عطا فرمائے ؛

حضرت ام المومنین ام اقبالہا کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ آج بہتر ہے

خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ گورداسپور جاکر واپس آ گئے ؛

گوکھووال ضلع لائل پور کے مناظرہ سے ابو العطاء مولوی اللہ دتا صاحب۔ مولوی غلام احمد صاحب مجاہد اور مولوی دل محمد صاحب واپس آ گئے ہیں ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ تمہیں آسمان سے دیکھ رہا ہے کہ تم الٰہی پیغام کو سنکر کیا جواب دیتے ہو

"دیکھو جنہوں نے انبیاء کا وقت پایا۔ انہوں نے دین کی اشاعت کے لئے کیسی کیسی جانفشانیاں کیں۔ جیسا ایک مالدار نے دین کی راہ میں اپنا پیارا مال حاضر کیا۔ ایسا ہی ایک فقیر دریوزہ گر نے اپنی مرغوب ٹکڑوں سے بھری ہوئی زنبیل پیش کر دی۔ اور ایسا ہی کئے گئے۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے فتح کا وقت آ گیا۔ مسلمان بننا آسان نہیں۔ مومن کا لقب پانا سہل نہیں۔ سو اے لوگو! اگر تم میں وہ راستی کی روح ہے جو مومنوں کو دی جاتی ہے۔ تو اس میری دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو۔ نیکی حاصل کرنے کی فکر کرو۔ کہ خدا تعالیٰ تمہیں آسمان سے دیکھ رہا ہے۔ کہ تم اس پیغام کو سنکر کیا جواب دیتے ہو"

"میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ وہ زمانہ قریب ہے۔ کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا ہے۔ وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہیگا۔ کہ کاش میں تمام جائداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دے دیتا۔ اور اس عذاب سے بچ جاتا" (فتح اسلام۔ و الوصیت)

جب اس گاؤں کے افراد کی لسٹ میرے سامنے آئی۔ تو میں حیران رہ گیا۔ کہ انہوں نے غریب لوگوں نے اپنی تنگی کی حالت میں کس طرح ایسا اخلاص دکھایا ہے۔ جو دوسروں کے لئے نمونہ ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ بعض جماعتوں نے اس سے بہت کم قربانی کی ہے جتنی وہ کرسکتی تھیں۔ اور پھر اسے بھی پورا کرنے سے قاصر رہی ہیں۔ اس لئے میں ان کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ

غفلت اور سستی کو ترک کریں

اب صرف دو ماہ کا عرصہ باقی رہ گیا ہے سوائے ان کے جو اجازت سے کر میعاد میں اضافہ کرا لیں۔ گو کمی پوری کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور ساڑھے آٹھ ہزار کی کمی پوری کی ہے۔ مگر پھر بھی ابھی بہت کوشش کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ینصرک رجال نوحی الیھم۔ اس لئے میں جانتا ہوں۔ کہ جب وقت قریب آئیگا تو اللہ تعالیٰ

مخلصین کے دل میں الہام

کردے گا۔ اور چندہ پورا ہو جائے گا اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ ہے۔ اور تجربہ بھی یہی بتاتا ہے۔ کہ ہمارے کاموں میں اکثر زیادتی ہی ہوتی ہے۔ الا ماشاء اللہ کوئی ہی ایسا موقعہ ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی کسی خاص مشیت کے ماتحت کبھی کمی آئی ہو۔

پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وقت کم ہے۔ اس لئے مالی اور دوسری قربانیاں کرنے کی طرف بھی پوری پوری توجہ کریں۔ خصوصاً

سادہ زندگی

کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سادہ زندگی کی ہدایت پر عمل کرنے میں کچھ نقص ہے۔ ورنہ اتنا اثر چندوں پر نہ پڑتا۔ کیونکہ سادہ زندگی سے اخراجات میں جو کمی آنی چاہیئے۔ چندوں کا بوجھ اس سے کم ہے۔ اس لئے چاہیئے تو یہ تھا کہ دوستوں کے پاس کچھ روپیہ جمع ہوتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ سادہ زندگی کی تحریک کوئی معمولی نہیں

بلکہ دراصل

دنیا کے آئندہ امن کی بنیاد

اسی پر ہے۔ جب تک جماعت احمدیہ قائم رہے گی۔ تحریک جدید بھی کسی نہ کسی شکل میں چلے گی۔ ممکن ہے چندہ کی شکل چند سالوں تک ختم ہو جائے۔ اور میں کوشش کر رہا ہوں۔ کہ آمد کی مستقل صورت پیدا ہو جائے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ آمد کا معتد بہ حصہ میں سلسلہ کے لئے جائداد بنانے پر لگا رہا ہوں۔ تا اس کی آمد سے کام چلائے جاسکیں۔ اور چندوں کی ضرورت صرف وقتی کاموں کے لئے ہی رہے۔ لیکن اس تحریک کے جو دوسرے حصے ہیں۔ وہ کبھی ختم نہیں ہوسکتے۔ خصوصاً سادہ زندگی کی تحریک بہت ضروری ہے۔ یہی ہے۔ جو

امیر و غریب کا امتیاز

مٹاتی ہے۔ مغربی اور مشرقی اور شہری و دیہاتی تمدن میں سوائے اس کے کیا فرق ہے۔ کہ گاؤں کے امیر کی زندگی بھی سادہ ہوتی ہے۔ مگر شہروں میں ایسا نہیں۔ ایک گاؤں میں دو سو ایکڑ زمین کے مالک کا تمدن بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا دو ایکڑ زمین کے مالک کا۔ اور وہ دونو دریے میں اکٹھے بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ گو یہ ممکن ہے کہ دو ایکڑ کے مالک کو کسی وقت فاقہ کی نوبت آجاتی ہو۔ مگر دو سو ایکڑ کا مالک دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھاتا ہو۔ یا یہ تو دودھ پیتا اور مکھن کھاتا ہو۔ اور وہ لسی پی کر ہی گزارہ کر لیتا ہو۔ مگر اجزا دونوں کی غذا کے ایک ہی ہوں گے۔ دہی ساگ پات دونوں کھائیں گے۔ یہ نہیں کہ

بڑے زمیندار کی خوراک

ایسی ہو۔ کہ وہ غریب کے گھر میں کھانا نہ کھاسکے۔ قادیان کے انہی معترضین میں سے جو اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ ایک کے متعلق مجھے ایک لطیفہ یاد ہے۔ مجھے ایک ایسی دعوت میں جانے کا اتفاق ہوا۔ جہاں وہ بھی مدعو تھا۔ میزبان نے نہ معلوم اس لئے پلاؤ نہیں پکوایا تھا۔ کہ وہ اس کی توفیق نہ رکھتا تھا۔ یا یونہی اس سے جدت کی۔ میں نے یہ خیال کر کے کہ یہ شرمندہ نہ ہو۔ کہا کہ یہ آپ نے بہت اچھا کیا۔ جو پلاؤ نہ پکوایا۔ مجھے تو پلاؤ کھانے سے بخار ہو جاتا ہے۔ (بوجہ ضعف معدہ کے مجھے پلاؤ کھانے سے اکثر حرارت ہو جاتی ہے۔ خصوصاً جبکہ ایک دو دعوتیں اکٹھی ہو جائیں۔) یہی وجہ ہے کہ میں دعوتوں میں شریک ہونے سے اکثر

اجتناب کرتا ہوں۔ خیر تو میں نے کہا کہ یہ پلاؤ کی رسم تو اڑا دینی چاہیئے۔ اور میری غرض یہ تھی۔ کہ کوئی اور شخص بول نہ اٹھے اور

میزبان کی دل شکنی

نہ ہو۔ مگر اس شخص سے نہ رہا گیا۔ اور وہ بول اٹھا کہ میں تو اس دعوت کو دعوت ہی نہیں سمجھتا۔ جس میں پلاؤ نہ ہو۔ میں تو تعریف کر رہا تھا۔ کہ یہ عمدہ کام ہے۔ اور ایک غرض یہ بھی تھی۔ کہ کوئی شخص کوئی دلشکنی کا کلمہ نہ کہہ دے۔ مگر پھر بھی وہ شخص رہ نہ سکا۔ لیکن زمینداروں میں دیکھ لو۔ کھانے میں نوعیت کا فرق بہت کم ہوگا طرز بود و باش ایسی ہوتی ہے۔ کہ سب آزادی سے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ مگر شہروں میں ایسا نہیں ہوتا۔ ایک شخص جس کی تنخواہ بیس روپے ہے دو ہزار تنخواہ والے سے ملنے کی کبھی جرأت نہ کر سکے گا۔ حالانکہ یہاں بھی نسبت وہی ہے۔ جو دو اور دو سو گھماؤں میں ہے۔ مگر شہروں میں بیس روپے تنخواہ لینے والے کی کیا مجال ہے۔ جو دو ہزار تنخواہ والے کی دری پر بھی بیٹھ سکے۔ اور اس کا اتنا اثر ہے کہ زمیندار لوگ بڑے ہونے کے معنی یہ سمجھتے ہیں۔ کہ

فرعونیت میں بڑا

ہے۔ میں نے دیکھا ہے مجھے جو زمیندار احمدی ملنے آتے ہیں۔ وہ جب دور سے دیکھتے ہیں تو جوتیاں اتار دیتے ہیں۔ وہ خدمت کو بڑائی نہیں سمجھتے۔ بلکہ فرعون مزاجوں کو دیکھ کر ان غریبوں کے ذہن میں بڑائی کے معنے فرعونیت کے ہی ہوگئے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں اگر بڑے آدمی کے ساتھ چارپائی پر بھی بیٹھ گئے۔ تو بس شامت ہی آجائے گی۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک کے پیروں نے بھی بڑائی کا یہی مفہوم پیش کیا ہے۔ اس کے متعلق مجھے

ایک لطیفہ

یاد آگیا۔ ایک پیر صاحب سفر کر رہے تھے اور ساتھ ایک میراثی خدمتگار تھا۔ پرانے زمانہ میں میراثی اکثر سفروں میں خدمت کے لئے ساتھ جایا کرتے تھے۔ وہ رات کے وقت ایک سرائے میں پہونچے۔ بارش ہونے کی وجہ سے تمام کیچڑ ہی کیچڑ تھا۔ اور مشکل یہ ہوئی کہ چارپائی صرف ایک ہی ملی۔ میراثی نے وہ پیر صاحب کے لئے بچھا دی۔ اور خود پرے ہٹ کر پائنتی کی طرف بیٹھ گیا پیر صاحب طیش میں آگئے۔ اور اس بیچارے کے دو چار تھپڑ لگا دیئے۔ اور کہا۔ کہ بے شرم ہمارے برابر بیٹھتا ہے۔ اگلے روز وہ پھر ایک سرائے میں پہونچے۔ اور اتفاق سے وہاں ایک چارپائی بھی نہ ملی۔ اس نے پیر صاحب کو تو کچھ گھاس پھوس جمع کر کے بستر اکر دیا۔ اور خود پھاوڑا لے کر زمین کھودنے لگا۔ پیر صاحب کہنے لگے۔ کہ یہ کیا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ اپنے لئے گڑھا کھود رہا ہوں۔ کیونکہ آپ کے برابر تو نہیں بیٹھ سکتا۔ تو بیچاروں کو ایسی عادت پڑ گئی ہے۔ کہ

بڑائی کے معنی

ان کے نزدیک فرعونیت کے ہوگئے ہیں۔ میں بار بار منع کرتا ہوں۔ اور سیڑھیوں میں بھی لکھوا کر لگا رکھا ہے۔ کہ جوتیاں نہ اتاری جائیں۔ مگر اول تو کوئی پڑھتا نہیں۔ اور اگر پڑھے تو خیال کر لیتا ہے۔ کہ اگرچہ لکھا ہوا ہے پھر بھی ادب کا تقاضا یہی ہے۔ کہ جوتیاں اتار دی جائیں۔ تو یہ چیزیں

شہریت اور مغربیت

کے اثر کے ماتحت ہیں۔ محبت۔ پیار۔ اخلاص اور مہمان نوازی جو دیہات میں ہے وہ شہروں میں نہیں۔ لاہور کے متعلق ایک لطیفہ مشہور ہے جو اگرچہ غلط ہی ہے۔ مگر شہری ذہنیت کا اظہار ضرور کرتا ہے۔ وہ یہ کہ لاہور میں کسی کے کوئی مہمان آجائے۔ تو کہتے ہیں۔ کہ بھائی جی روٹی بھی تیار ہے۔ اور گاڑی بھی۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جس نے جانا ہو۔ وہ روٹی کہاں کھائیگا وہ تو یہی کہے گا۔ کہ اچھا میں جاتا ہوں ؛

اس تحریک سے میری غرض یہ ہے کہ دو آدمیوں میں جو فرق ہے۔ یعنی ایک اپنے کو آدمی سمجھتا ہے۔ اور دوسرا فرعون اسے مٹا دیا جائے۔ اور

دونوں ہی آدمی بن جائیں

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالے عنہ کا ایک لطیفہ مجھے یاد ہے۔ آپ کے پاس بعض شاگرد بھی بیٹھے رہتے تھے۔ اور شاگردوں میں سے بھی بعض اپنے کو بڑا سمجھ لیا کرتے ہیں بعض اوقات آپ کسی مریض کو دوا لگانے کے لئے فرماتے کہ کوئی تنکا وغیرہ لادو۔ یا کوئی اور کام بتاتے تو بعض دفعہ اگر وہی شاگرد موجود ہوتے۔ جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے۔ تو وہ بیٹھے رہتے اور آپ جب پھر دریافت فرماتے۔ کہ فلاں چیز ابھی آئی یا نہیں۔ تو وہ کہدیتے کہ حضور کوئی آدمی آتا ہے تو منگوا لیتے ہیں۔ اس پر آپ فرماتے۔ کہ تھوڑی دیر کے لئے آپ ہی آدمی بن جائیں۔ تو زندگی کے سادہ نہ ہونے کی وجہ سے کچھ آدمی آدمی نہیں رہے۔ بلکہ بعض آدمیت سے نکل گئے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں۔ کہ سارے ہی آدمی بن جائیں۔ اس لئے یہ تحریک ہمیشہ جاری رہے گی۔ ورنہ جب اپنی اصلی شکل پر قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اس تحریک کے مالی حصہ کے سوا باقی

سب تحریکیں دائمی ہیں

اور حقیقت میں وہ زیادہ مقدم ہیں۔ اور چونکہ اس سال کی تحریک کے اب صرف دو ماہ ہی رہ گئے ہیں۔ اس لئے جن دوستوں نے غفلت کی ہے۔ وہ اب جلد کوتاہیوں کو پورا کریں۔ تا وقت پورا ہونے کے بعد ان کے دل ملامت نہ کریں۔ میں تو کوئی ملامت نہیں کروں گا۔ کیونکہ یہ

طوعی تحریک

ہے۔ مگر ان کے دل ضرور ملامت کریں گے پس پیشتر اس کے کہ دل ملامت کریں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ کوشش کریں۔ تا سال کے اختتام پر وہ خوش ہوں۔ اور کہہ سکیں۔ کہ

پہلا بوجھ

تو ہم اٹھا چکے۔ اب نئے سال کا اٹھانے کو تیار ہیں ؛

جسٹس کولڈسٹریم کے انگریزی فیصلہ کی اشاعت

احباب کو معلوم ہے کہ احرار نے مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ مقدمہ مولوی عطاء اللہ احراری کو لاکھوں کی تعداد میں شائع کیا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خلاف بے سروپا اتہامات لگائے گئے تھے۔ بعد میں عدالت عالیہ پنجاب ہائی کورٹ نے اس فیصلہ کی دھجیاں اڑائیں اور اس کے بڑے حصہ کو ناانصافی پر مبنی قرار دیتے ہوئے سخت ریمارکس کئے

ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ ایک عرصہ سے نظارت ہذا کے زیر اہتمام انگریزی زبان میں چھپوا کر رکھا ہوا ہے۔ اور روزنامہ الفضل میں احباب کو اس کی اشاعت کے لئے بار بار توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اکثر جماعتوں نے اس کی اشاعت میں حصہ نہیں لیا۔ حالانکہ جماعت کا فرض تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خلاف جو زہر پھیلایا گیا تھا۔ اس کے ازالہ کی کوشش کرتی اور اس کے لئے اس فیصلہ کی کثرت اشاعت ایک ذریعہ تھا۔ اب بھی وقت ہے کہ جماعت بیدار ہو اور پوری گرمجوشی سے اس فیصلہ کی اشاعت کثرت سے کرے۔ اس رسالہ انگریزی کی

۱۰ کاپیوں کی قیمت	۸ آنے
۲۵ " "	عہ
۱۰۰ " "	۸/
۵۰۰ " "	عہ

معہ محصولڈاک ہے۔ اور یہ کاپیاں نظارت امورعامہ قادیان سے منگوائی جاسکتی ہیں۔ (ناظر امورعامہ قادیان)

ضرورت رشتہ

ایک کنوارے نوجوان۔ شریف خاندانی مستقل ملازم ڈسٹرکٹ بورڈ سرگودہا تنخواہ بالفعل ۳۰ روپے۔ گریڈ ۵۰ تک ہے مخلص احمدی شکل و شباہت موزون و پسندیدہ خصائل کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ درخواستیں ذیل پر آنی چاہئیں۔
میاں محمد سعید کلرک ہیڈ پوسٹ آفس سرگودہا و پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سرگودہا

جنوب لوا اسیر خونی و بادی

خواہ کتنی ہی پرانی بواسیر خونی یا بادی ہو ان گولیوں کے استعمال سے پندرہ روز میں دور ہو جاتی اور پھر کبھی نہیں ہوتی۔ نہایت مجرب دوا ہے صدہا مریض اچھے ہو چکے ہیں۔ آپ تجربہ کر کے دیکھئے قیمت بھی بہت کم ہے۔ صرف دو روپیہ ۱۲ آنہ

تریاق جہان

ذہانت رقت۔ قبض دور کرنے کی اکسیر دوا ہے۔ زیادہ چلنے سے تھک جانا۔ زیادہ لکھنے پڑھنے سے آنکھوں میں اندھیرا سا معلوم ہونا۔ دیر تک کام کرنے سے طبیعت کا گھبرانا مضمحل رہنا۔ درد کمر۔ پنڈلیوں کا اینٹھنا۔ الغرض انتہائی کمزوری ہونا۔ جملہ شکایات دور کر کے از سر نو جوان خوش رو بنانا اس کا کام ہے۔ معزز دوستو! یہ وہ دوا ہے جس کا صدہا مریضوں پر تجربہ ہو چکا ہے۔ کبھی غیر مفید ثابت نہیں ہوئی۔ امید کہ آپ تجربہ فرمائیں گے۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

نوٹ:۔ فہرست دواخانہ مفت منگوائیے۔ کیا ایک عالم سے بھی جھوٹے اشتہار کی امید ہے۔

ملنے کا پتہ:
مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر ۵ لکھنؤ

تریاق معدہ و جگر

یہ مشہور و معروف مرکب ہزارہا انسانوں پر تجربہ ہو کر ایک بے نظیر مرکب ثابت ہو چکا ہے۔ ضعف جگر۔ بھس۔ کمی خون۔ جلن ہاتھ پاؤں۔ دل دھڑکن۔ زردی بدن۔ تپ تلی۔ میریل بخار وغیرہ عوارضات کے لئے اکسیر ہے۔ علاوہ ازیں جریان احتلام کے لئے شرطیہ علاج ہے۔ بیس سالہ جریان احتلام فوراً کافور ہو جاتا ہے۔

خوبصورت گولیاں کھانے میں آسان فوائد میں بے نظیر۔ جملہ عیوب سے پاک ہیں۔ اس کا کوئی جزو کسی مذہب میں حرام نہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک

المشتہر شیخ سردار احمد مہتمم دواخانہ احمدیہ عمروالہ ڈاکخانہ بھاگووالہ ضلع گورداسپور

تپ دق کا علاج

دق کی بیماری پھیپھڑے کی ہو یا آنتوں کی اس کے لئے کندن کا طریقہ علاج شرطیہ طور پر دوسرے تمام علاجوں سے زیادہ مفید اور زیادہ کامیاب ثابت ہوا ہے۔ اس تیر بہدف طریقہ علاج کی پوری تفصیل معلوم کرنے کے لئے نیچے کے پتہ سے رسالہ "تپدق کا علاج" مفت منگا کر پڑھیں۔ اور بیمار کا قیمتی وقت ضائع کرنے کی بجائے اس بیماری کے لئے دنیا کے سب سے بہتر علاج سے فائدہ اٹھائیں۔

کندن کیمیکل ورکس نئی دہلی

اعلان نکاح

امۃ القیوم ولد عبدالغنی چک ۲۱/۱ جھنگ برانچ ضلع لائلپور کا نکاح محمد شفیع ولد اللہ بخش چک ۲۷/۱ گوکھووال سے مبلغ -/۲۵۰ روپیہ مہر پر مولوی سکندر علی صاحب موضع بھینی بانگر نے پڑھا احباب دعا فرمائیں کہ رشتہ جانبین کے لئے بابرکت ہو

عبدالحمید دو کاندار۔ قادیان

محض مخلوق خدا کی بھلائی کیلئے دو نایاب گوہر بوٹی کے مول

(۱) بندش پیشاب کی دوا۔ یہ مرض عموماً بڑی عمر میں لاحق ہوتا ہے۔ پیشاب بند ہو جاتا ہو۔ یا رک رک کر آتا ہو۔ جلن ہو۔ سوزش ہو۔ ڈاکٹروں اور حکیموں نے لاعلاج قرار دے کر سوائے پچکاری کے پیشاب نکالنے کا اور کوئی ذریعہ نہ بتلایا ہو ایسے تمام مریض میری طرف رجوع کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ پہلی ہی خوراک سے جو تنکے پر چڑھا کر دی جاتی ہے۔ پیشاب خود بخود بغیر تکلیف کے جاری ہو جائے گا۔ مگر کلی صحت اور عمر بھر میں اس موذی مرض سے چھٹکارا پانے کے لئے پانچ خوراک کا استعمال ضروری ہے۔ تجربہ شرط ہے۔ قیمت صرف پانچ روپے۔

(۲) دردوں کی دوا۔ بدن کے کسی حصہ میں درد ہو۔ گوشت میں ہو یا ہڈی میں ہو۔ ریح کا ہو یا رگوں کا ہو یا جوڑوں میں ہو۔ درد خواہ کسی قسم کا ہو۔ مگر چوٹ کا درد نہ ہو۔ صرف ایک ہفتہ دوا استعمال کرنے سے انشاء اللہ کلی صحت ہو گی۔ آزمائش شرط ہے۔ قیمت صرف دو روپے۔

المشتہر مرزا مراد بیگ احمدی چک ۲۳۸ ڈاکخانہ چڑانوالہ ضلع لائلپور

یوم التبلیغ یکم نومبر کیلئے نئے تبلیغی رسالے اور ٹریکٹ بالکل کوڑیوں کے دام

سیرت مسیح موعود علیہ السلام
مؤلفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ قیمت ۱؍ فی سیکڑہ پانچ روپے

درثمین اردو جیبی تقطیع
قیمت ۱؍ فی سیکڑہ چار روپے

اسلامی اصول کی فلاسفی
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشہور معرکۃ الآرا لیکچر۔
اردو ۴؍ گورمکھی ۶؍ ہندی ۶؍

اہل اسلام کس طرح ترقی کر سکتے ہیں
فی سیکڑہ صرف تین روپے

کشتی نوح معہ فوٹو
نیا ایڈیشن نہایت خوبصورت قیمت ۱؍ فی سیکڑہ پانچ روپے۔

کلمہ طیبہ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر حضرت اقدس کی پُر معارف تقریر۔ اصل قیمت ۲؍ رعایتی فی سیکڑہ صرف پانچ روپیہ

تبلیغی ٹریکٹ آٹھ قسم
جن میں احمدیت کے تمام پہلوؤں پر مختصر مگر جامع طور پر تبلیغ کا حق ادا کیا گیا ہے فی سیکڑہ صرف ۱۲؍

عقائد احمدیہ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریریں فی ۲؍ فی سیکڑہ ۸ روپیہ

دس ہزاری چیلنج
فی ۱؍ فی سیکڑہ چار روپیہ

زندہ نبی اور زندہ مذہب
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبردست تبلیغی تقریر اصل قیمت ۵ آنے رعایتی صرف ۲؍ فی سیکڑہ۔

کتاب گھر۔ قادیان

دوستوں کے فائدہ کی بات

پھر سہ ماہی رعایت پندرہ اکتوبر ۱۹۳۶ء تک جو خطوط ڈاک میں پڑیں گے۔ ان کو یہ سنہری موقعہ ملے گا

حبوب عنبری رجسٹرڈ

یہ گولیاں عنبر۔ مشک۔ موتی۔ زعفران اور دیگر قیمتی اجزا سے مرکب ہیں۔ اس کا استعمال ان لوگوں کے لئے ہے۔ جنکی قوت رجولیت کم ہو چکی ہو۔ اعصاب سرد پڑ گئے ہوں۔ دل ٹھنڈا ہو گیا ہو۔ سرور مٹ گیا ہو۔ چہرہ بے رونق۔ حافظہ کمزور۔ اعضائے رئیسہ سرد پڑ گئے ہوں۔ کمزوری کرتا ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ ایسی حالت میں حبوب عنبری کا استعمال بجلی کا اثر دکھاتا ہے۔ گئی ہوئی قوت واپس آجاتی ہے۔ حرارت غریزی تیز ہو جاتی ہے۔ دل میں خوشی و سرور پیدا ہوتا ہے۔ اعصاب یعنی پٹھے طاقتور ہو جاتے ہیں۔ اعضائے رئیسہ و شریفہ دل و دماغ طاقتور ہو جاتے ہیں۔ جسم فربہ اور چست و چالاک ہو جاتا ہے۔ گویا ضعیفی کی دشمن ہے۔ جوانی کی محافظ ہے۔ جائز حاجتمند آرڈر روانہ کریں۔ حبوب عنبری کے ایک بار کھانے سے ۲ سال تک مقوی ادویات سے چھٹی ہوتی ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی پندرہ روپیہ۔ رعایتی تیرہ روپیہ۔ المشتہر: نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

حب اٹھرا رجسٹرڈ

محافظ جنین — اسقاط حمل کا مجرب علاج ہے

جنکے بچے پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ یا جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں اور لڑکیاں زندہ رہتی ہیں۔ لڑکے اول تو کم پیدا ہوتے ہیں۔ اور پھر معمولی صدمہ سے فوت ہو جاتے ہیں۔ یا ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز پیلے دست۔ قے ہچکی بخار۔ نمونیہ سوکھا۔ بدن پر پھوڑے پھنسیاں چھالے نکلنا۔ بدن پر خون کے دھبے پڑنا وغیرہ میں مبتلا ہو کر داعی اجل ہوتے ہیں۔ ایسے وقت میں والدین پر جو صدمہ گزرتا ہے۔ خداوند کریم اس سے ہر ایک کو محفوظ رکھے۔ آمین۔ اس بیماری کو اٹھرا کہتے ہیں۔ اس کے لئے حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد قبلہ ام نور الدین صاحب رضؓ شاہی طبیب سرکار جموں و کشمیر نے حضور کی مجرب حب اٹھرا رجسٹرڈ حضور کے ارشاد سے خلق خدا کی بہتری کے لئے تیار کر کے اس کا فیض عام کیا ہوا ہے۔ جو ۱۹۱۰ء سے آجتک جاری ہے۔ ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ اب جن گھروں میں اٹھرا کی بیماری نے ڈیرا جمایا ہوا ہے وہ خدا پر بھروسہ رکھیں۔ اور حب اٹھرا رجسٹرڈ فوراً استعمال کرا دیں۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست مضبوط اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اور والدین کے لئے ٹھنڈک قلب اور باعث شکریہ ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر ۹ روپے نصف منگوانے پر ۵ روپے اس سے کم ایک روپیہ فی تولہ علاوہ محصولڈاک۔ المشتہر: حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

حب نظامی رجسٹرڈ

یہ گولیاں موتی۔ مشک۔ زعفران۔ کشتہ یشب۔ عقیق۔ مرجان وغیرہ سے مرکب ہیں۔ پٹھوں کو طاقت دینے میں بے مثل ہیں۔ حرارت غریزی کے بڑھانے میں بے حد اکسیر ہیں۔ جس پر انسان کی صحت کا دار و مدار ہے۔ طاقت مردمی کے بڑھانے میں لاجواب ہیں۔ کمزوری کی دشمن ہیں۔ طاقت و توانائی کی دوست ہیں۔ دل و دماغ۔ جگر۔ سینہ۔ گردہ مثانہ کو طاقت دیتی۔ اور امساک پیدا کرتی ہیں۔ قوت باہ کے مریضوں کے لئے تحفہ خاص ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی چھ روپیہ رعایتی ۵ روپے

تریاق معدہ

یہ ایسا لاجواب مفید ترین پوڈر ہے۔ جس کے استعمال سے پیٹ کی ہر ایک قسم کی شکایت کافور ہوتی ہے۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ بدہضمی۔ گڑگڑاہٹ۔ کھٹے ڈکار۔ متلی۔ قے۔ بار بار پاخانہ آنا اور ہیضہ کے لئے تو اکسیر اعظم ہے۔ آج کل کے موسم کے لئے اس کا ہر گھر میں رہنا اشد ضروری ہے۔ یہ مندرجہ بالا بیماریوں کا تریاق ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی ۱۲ آنے رعایتی ۸ آنے علاوہ محصول وغیرہ۔ نظام جان اینڈ سنز

قبض کشا گولیاں

قبض تمام بیماریوں کی ماں ہے۔ کبھی کبھار کی قبض بھی ناک میں دم کر دیتی ہے۔ اور دائمی قبض سے تو اللہ تعالیٰ محفوظ دامن میں رکھے۔ آمین۔ دائمی قبض سے بواسیر ہو جاتی ہے۔ حافظہ کمزور۔ نسیان غالب۔ ضعف بصر۔ دھند۔ گرے۔ آشوب چشم ہوتا ہے۔ دل دھڑکتا ہے۔ ہاتھ پاؤں پھولتے ہیں کام کو جی نہیں چاہتا۔ ہاضمہ بگڑ جاتا ہے۔ معدہ جگر۔ تلی کمزور ہوتے ہیں۔ اور کئی قسم کی بیماریاں آن موجود ہوتی ہیں۔ ہماری تیار کردہ قبض کشا گولیاں مذکورہ بالا بیماریوں کے لئے اکسیر سے بڑھکر ثابت ہو چکی ہیں۔ انکے استعمال سے متلی یا گھبراہٹ قے وغیرہ نہیں ہوتی۔ رات کو کھا کر سو جائیں۔ صبح کو ایک اجابت کھل کر آتی۔ اور طبیعت صاف ہو جاتی ہے۔ ان کا استعمال صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت یکصد گولی ایک روپیہ چار آنہ۔ رعایتی ایک روپیہ۔ المشتہر: حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

مقوی دانت منجن

اگر آپ کے دانت کمزور ہیں۔ مسوڑوں سے خون یا پیپ آتی ہے۔ منہ سے بدبو آتی ہے دانت ہلتے ہیں۔ گوشت خورہ یا پائیوریا کی بیماری ہے۔ دانت میلے ہیں۔ ان کی وجہ سے معدہ خراب ہے۔ ہاضمہ بگڑ گیا ہے۔ دانتوں میں کیڑا لگ گیا ہے۔ تو ان امراض کے لئے ہمارا تیار کردہ مقوی دانت منجن استعمال کرنے سے بفضل خدا تمام شکایت دور ہو جاتی ہے۔ اور دانت مضبوط ہو کر موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ قیمت دو اونس شیشی ۱۲؍ رعایتی ۸؍ المشتہر نظام جان اینڈ سنز

تریاق گردہ

درد گردہ ایسی موذی بلا ہے کہ الاماں جس کو ہوتا ہے وہی اس کی تکلیف کو جانتا ہے۔ اس کا دورہ جب شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت انسان زندگی کا خاتمہ سمجھتا ہے۔ اس کے لئے ہمارا تیار کردہ تریاق گردہ و مثانہ بے حد اکسیر ثابت ہو چکا ہے۔ اس کی پہلی خوراک سے آرام شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا پتھری یا کنکری خواہ گردہ میں ہو خواہ مثانہ میں خواہ جگر میں ہو۔ سب کو باریک پیس کر بذریعہ پیشاب خارج کرتا ہے۔ جب وہ کنکر گھر گھر کر باریک ہو جاتا ہے۔ اور اپنی جگہ سے اکھڑ جاتا ہے۔ تو بذریعہ پیشاب خارج ہوتا ہوا بیمار کو آگاہ کر جاتا ہے۔ اس کے بعد بیمار کو درد کی شکایت نہیں ہوتی۔ قیمت ایک اونس عہ رعایتی عہ

المشتہر: نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

حب مفید النساء

یہ گولیاں عورتوں کی مشکل کشا ہیں۔ ان کے استعمال سے ایام ماہواری کی بے قاعدگی۔ کم آنا۔ زیادہ آنا۔ نلوں کا درد۔ کمر کا درد۔ کولہوں کا درد۔ متلی۔ قے۔ چہرہ کی بے رونقی۔ چہرہ کی چھائیاں ہاتھ پاؤں کی جلن۔ اولاد کا نہ ہونا وغیرہ سب امراض دور ہو جاتے ہیں۔ اور بفضل خدا اولاد کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک عہ رعایتی عہ

المشتہر

نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لاہور معلوم ہوا ہے پنجاب لیجسلیٹو کونسل کی صدارت کے اکثر امیدواران نے راؤ بہادر چوہدری چھوٹو رام کے حق میں اپنے نام واپس لے لئے ہیں۔ ان مسلم ارکان نے بھی ان کی حمایت کا وعدہ کیا ہے جن کا تعلق اتحاد پارٹی سے نہیں۔

لاہور ۱۳ اکتوبر۔ آج بلدیہ لاہور کے ۷۰ ممبروں میں سے ۳۴ ممبروں نے بلدیہ کے آئندہ کے اجلاس میں اس کے صدر خان بہادر ملک محمد دین کے خلاف عدم اعتماد کا ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیدیا۔ اس ریزولیوشن کا نوٹس دینے سے پہلے میونسپلٹی کے ۱۴ مسلم ارکان نے ۱۱ اکتوبر کو ملک محمد دین کو ایک چٹھی بھیجی تھی جس میں صدارت سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

سری نگر ۱۳ اکتوبر۔ کل فنانس ممبر نے کشمیر لیجسلیٹو اسمبلی میں بجٹ پیش کیا لیکن منتخب ارکان کی اکثریت نے بجٹ سے اتفاق نہ کیا۔ اور اپنی مخالفت کا اظہار کر کے اسمبلی ہال سے باہر نکل آئے۔

لاہور ۱۳ اکتوبر۔ بلدیہ لاہور کا توڑ دیا جانا یقینی امر معلوم ہوتا ہے۔ خان بہادر ملک محمد دین نے گورنمنٹ کو ایک چٹھی لکھی ہے۔ جس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ چونکہ بلدیہ کی اکثریت پارٹی اپنے ووٹوں کے بل پر کمیٹی کا کوئی کام نہیں ہونے دیتی اسی لئے مناسب یہی ہے کہ کمیٹی کو توڑ دیا جائے۔ اس کے علاوہ انہوں نے موجودہ ہندو اگزیکٹو افسر کی جگہ میونسپلٹی کا مسلمان ایڈمنسٹریٹر مقرر کئے جانے کا مطالبہ کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ کمشنر لاہور ڈویژن اور ڈپٹی کمشنر لاہور نے بھی گورنمنٹ سے اس امر کی سفارش کر دی ہے کہ کمیٹی کو توڑ دیا جائے کیونکہ موجودہ میونسپلٹی شہر کا انتظام کرنے کے ناقابل ہے۔

شیخوپورہ ۱۳ اکتوبر۔ حکام ریلوے نے فیصلہ کیا ہے کہ یکم نومبر سے لاہور لائل پور اور لاہور شور کوٹ کی لائنوں کیلئے چھوٹی ملیاں کی بجائے قلعہ شیخوپورہ کو تحصیل جنکشن بنایا جائے۔ ریلوے سٹاف کو مناسب ہدایات دیدی گئی ہیں۔

کراچی ۱۳ اکتوبر۔ جیکب آباد سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے کہ ایک قیدی جیل سے چھت میں سوراخ کر کے نکل گیا۔ سوراخ سے ایک پگڑی لٹکتی ہوئی پائی گئی۔

ٹوکیو ۱۳ اکتوبر۔ دریائے نینتومن کے قریب آج تمام دن روسی اور جاپانی فوجوں کے درمیان معرکہ قتال جاری رہا۔ جاپانی طیاروں نے روسی افواج پر بم برسائے۔ روسی طیارے ہانچوکو کی حد پر ساڑھے چار گھنٹے تک بم باری کرنے کے بعد نینتومن کے محاذ پر روانہ ہوگئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ آئندہ ۲۴ گھنٹوں کے اندر خطرناک صورت حالات کا رونما ہونا یقینی ہے۔

بیت المقدس ۱۳ اکتوبر۔ اعراب فلسطین کی ہڑتال ختم ہونے سے برطانوی فوج کی روش بھی بدل گئی ہے۔ آج فوج نے صرف مدافعانہ کارروائیوں پر اپنی توجہ مرکوز رکھی ہے۔ صرف جارحانہ اقدامات کی صورت میں اس روش کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ فوجیں بتدریج مرکز کی طرف آ رہی ہیں کل شام ہزارہا اعراب ہڑتال کے اختتام پر اظہار مسرت کے لئے جمع تھے۔ اس تقریب کے احترام میں مسلمانوں کے لئے کرفیو آرڈر کو معطل کر دیا گیا۔

منیلا ۱۳ اکتوبر۔ منیلا (جزائر فلپائن) میں قیامت خیز طوفان آیا جس کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم ۳۰۰ اشخاص ہلاک ہو چکے ہیں اور صدہا مفقود الخبر ہیں۔ مالی نقصان کا فی الحال کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا

لنڈن ۱۳ اکتوبر۔ توقع تھی کہ جنرل فرانکو میڈرڈ پر یلغار شروع کر دیگا لیکن طلیطلہ میں سرکاری فوج نے باغی فوج پر حملہ کر دیا۔ اس کے علاوہ موسلادھار بارش شروع ہوگئی۔ جس کی وجہ سے یلغار کا ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔

لنڈن ۱۳ اکتوبر۔ میڈرڈ سے ۴۰ میل مغرب کی طرف موسلادھار بارش میں شدید جنگ ہوئی۔ باغیوں کا دعویٰ ہے کہ سرکاری فوج ۵۰۰ مجروحین و مقتولین کو میدان جنگ میں چھوڑ کر پسپا ہو گئی ایک اطلاع یہ بھی ہے۔ کہ سرکاری فوج نے طلیطلہ کے قریب باغیوں پر حملہ کیا۔ اور انہیں پسپا کر دیا۔

لاہور ۱۳ اکتوبر۔ لالہ ہرکشن لال نے عدالت عالیہ لاہور میں توہین عدالت کے احکام کی نگرانی کے لئے درخواست دی ہے۔ ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ لالہ ہرکشن لال کو چار مختلف مقدمات میں توہین عدالت کے جرم میں سزائے قید ہوئی تھی۔ اور عدالت نے حکم دیا تھا۔ کہ جب تک لالہ ہرکشن لال عدالت عالیہ سے معافی نہ مانگیں۔ اس وقت تک وہ جیل میں رہینگے

بغداد ۱۳ اکتوبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ مندرجہ ذیل ممالک سے عراق کا تلفونی سلسلہ قائم ہو گیا ہے۔ الجزائر آسٹریا۔ جزائر بلیارڈ۔ بیلجیم۔ زیکوسلاویکیا جزائر کناری۔ ڈزنگ۔ ڈنمارک۔ فن لینڈ فرانس۔ جرمنی۔ برطانیہ۔ آئرلینڈ۔ یونان ہالینڈ۔ اٹلی۔ لیتھونیا۔ شمالی امریکہ۔ ناروے پولینڈ۔ پرتگال۔ رومانیہ۔ سوئیٹزرلینڈ۔ ترکی۔ مشرقی اور مغربی یوگوسلاویہ۔

شملہ ۱۳ اکتوبر۔ آج اسمبلی کے اجلاس میں مسٹر ہنری کریک نے ترمیم ضابطہ دیوانی کے بل پر غور کرنے کی تحریک پیش کی۔ انہوں نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہاؤس پہلے اس بل کے اصول کو تسلیم کر چکا ہے۔ کہ دیانتدار مقروض کو جیل جانے سے بچانا چاہئے۔ پروفیسر رنگا مسٹر ظفر اللہ۔ اطہر علی۔ اور منیر الدین نے بل کی تائید کی بل پر غور کرنے کی تحریک پر رائیں لی گئیں۔ تو تحریک منظور ہوگئی۔ مزید بحث کے بعد سر ہنری کریک کا یہ ترمیمی بل پاس ہو گیا۔

لاہور ۱۳ اکتوبر۔ کل صبح حکومت پنجاب کے دفاتر لاہور میں کھل گئے۔

سری نگر۔ ریاست کشمیر کے آئندہ سال کے بجٹ کے تخمینہ سے پایا جاتا ہے کہ کل آمدنی ۴۷۰۵۰۰۰ روپیہ اور کل خرچ ۴۷۰۳۰۰۰ روپیہ ہوگا۔ اس طرح ۲۰۰۰ روپیہ کی بچت ہوگی۔

لنڈن ۱۳ اکتوبر۔ سلطان ابن سعود نے قضیہ فلسطین کے متعلق مندرجہ ذیل اپیل شائع کی ہے: "فلسطین کی موجودہ صورت حالات سے ہمیں سخت تشویش ہے۔ چنانچہ ہم نے مزید خونریزی کو روکنے کے لئے اپنے اخوان۔ ملوک اور امرا کے ساتھ قیام امن کی مساعی کے لئے اتفاق کیا۔ ان مساعی میں ہمیں انگلستان پر اعتماد ہے۔ کہ اس نے انصاف کا وعدہ کیا ہے۔ آپ کو مطمئن رہنا چاہئے کہ اعانت کے لئے ہماری جد و جہد جاری رہے گی۔"

لاہور ۱۳ اکتوبر۔ این ڈبلیو ریلوے یونین کی تحقیقاتی کمیٹی نے مغل پورہ ورکشاپ میں سلنڈر پھٹنے کے حادثہ کی تحقیقات کرنے کے بعد اپنی رپورٹ شائع کر دی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ ۱۸ ستمبر کو ۱۰ بجے صبح کے قریب سلنڈر پھٹ گیا جس کی وجہ سے دو آدمی فوراً ہلاک ہو گئے۔ اور پانچ شدید مجروح ہوئے جن میں سے تین آدمی ہسپتال میں جا کر فوت ہو گئے۔ سلنڈر پھٹنے کی وجہ سے کارخانہ کی چھت اور ہزاروں شیشے بھی ٹوٹ گئے۔ جن کے لگنے سے ۳۳ آدمی شدید مجروح ہوئے۔ جن میں سے ایک آدمی ہلاک ہو گیا۔ ٹوٹے ہوئے شیشوں اور سلنڈر کے ٹکڑوں نے ۳۵۰ فٹ تک مار کی۔ اور ۹۰۸ فٹ کے فاصلہ پر انسانی نعشوں کے ٹکڑے پائے گئے۔

لاہور ۱۳ اکتوبر۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب سپیشل آفیشل ریسیور کی عدالت میں لالہ ہرکشن لال کو اپنے قرضوں کی وضاحت کے لئے طلب کیا گیا تو انہوں نے تمام قرضوں سے تقریباً انکار کر دیا۔ آج قرض خواہوں نے اپنے اپنے ثبوت پیش کئے۔ عدالت نے بیانات کے بعد اپنا فیصلہ محفوظ رکھا۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی

ذکرِ حبیب
یعنی
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہدِ مبارک کی باتیں

۷۔ والدین کی فرمانبرداری کا حق بجا لاؤ

غالباً ۱۸۹۹ء کا واقعہ ہے۔ میں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا۔ جمعہ کا دن تھا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز جمعہ پڑھکر واپس اپنے مکان کو آرہے تھے۔ راستہ میں کسی دوست نے اپنے باپ کی کوئی بات بیان کی۔ کہ میرا باپ مجھے یہ کام کرنے کو کہتا ہے حضرت اقدس اسے تاکید فرما رہے تھے کہ باپ کا کہنا ماننا چاہیئے۔ جب آپ مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے پاس پہنچے تو آپ اندر داخل ہونے کی بجائے لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوگئے آپ کی پشتِ مبارک مسجد کے دروازے کے قریب تھی۔ اور آپ کا چہرہ مبارک جانب مغرب تھا۔ گویا اس وقت میں حضور کا پاک چہرہ اور لب ہلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ دینی کاموں میں اگر والدین مخالفت کریں۔ تو انکا کہنا نہیں ماننا چاہیئے۔ باقی امور میں جو کچھ آپ کو باپ کہتا ہے۔ اسکی مانو۔ اس کو خوش کرو۔ خواہ اس سے آپ کو بظاہر کتنا ہی نقصان ہو۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ اگر باپ کہے کنوئیں میں گر جاؤ تب بھی اس کی بات مانو۔ یہ فرماکر آپ سیڑھیوں پر چڑھ گئے۔ یہ مسجد مبارک کی چھوٹی سیڑھیاں کوچہ بندی کے اندر ہیں۔ یہی سیڑھیاں ہیں جنکو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ گھر سے آنے جانے کے وقت بالالتزام استعمال فرماتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام انہی سیڑھیوں سے آیا جایا کرتے تھے۔

(مفتی محمد صادق۔ قادیان ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

(رقم فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ)

۱۔ صدر انجمن احمدیہ اس وقت سخت مالی پریشانی میں سے گزر رہی ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ اپنے چندوں کی باقاعدہ ادائیگی کی طرف اور اگر بقائے ہوں۔ تو ان کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں۔

۲۔ اب تک تحریک جدید کا چندہ گزشتہ سال کی نسبت کم وصول ہوا ہے۔ حالانکہ وعدہ زیادہ تھا۔ وعدہ کے لحاظ سے دس ہزار کی گزشتہ سال سے کمی ہے۔ حالانکہ مومن کا قدم پیچھے نہیں پڑتا۔ جن دوستوں نے اب تک چندہ ادا نہیں کیا۔ وہ توجہ کریں۔

۳۔ جو دوست خود ادا کر چکے ہیں۔ یا اکثر حصّہ ادا کر چکے ہیں۔ وہ جماعت کے دوسرے دوستوں کو اس طرف توجہ دلائیں۔ لوگ سنیما اور کھیلوں کے لئے اپنے ضروری کام چھوڑ دیتے ہیں۔ کیا مومنین خدا تعالےٰ کے کام کے لئے اپنے اوقات کا ایک حصّہ خرچ نہ کرینگے؟

۴۔ جن دوستوں کے دل میں اس کام کی خواہش ہو۔ اور انہیں ان بھائیوں کے نام نہ معلوم ہوں جنہوں نے ابھی تک کل یا اکثر چندہ ادا کرنا ہے۔ اپنے علاقہ کی فہرست دفتر تحریک سے منگوا لیں۔

۵۔ اماموں کو چاہیئے خطبات میں ان فرائض کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے رہیں

خاکسار: مرزا محمود احمد (۱۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

صوفی مطیع الرحمن صاحب مبلغ امریکہ کی روانگی

انشاء اللہ تعالےٰ صوفی مطیع الرحمن صاحب ایم۔ اے مبلغ امریکہ جو ایک سال سے قادیان آئے ہوئے تھے۔ اب پھر امریکہ واپس تبلیغ کے لئے جا رہے ہیں۔ اس دفعہ آپ کے ہمراہ آپ کی اہلیہ اور ایک بچی بھی ہوگی۔ نیز تحریک جدید کی طرف سے مسٹر محمد ابراہیم ناقر بی۔ اے بھی امریکہ تبلیغ کے لئے جا رہے ہیں۔ یہ قافلہ انشاء اللہ قادیان سے ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو ساڑھے تین بجے بعد دوپہر گاڑی سے اور امرتسر سے فرنٹیئر میل سے بمبئی کی طرف روانہ ہوگا۔ امید ہے کہ تمام احباب دردِ دل سے اس قافلہ کے بخیریت پہنچنے کیلئے دعا فرمائینگے۔ مفصل پروگرام بعد میں شائع کیا جائیگا۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان)

نیشنل لیگ لاہور

۹ اکتوبر اڑھائی بجے بعد نماز جمعہ مندرجہ ذیل ممبران نیشنل لیگ کا ایک وفد سینڈوچ بورڈ لیکر شہر میں گیا۔

(۱) جناب چودھری اسد اللہ خانصاحب بیرسٹر ایٹ لاء ایم۔ ایل۔ سی (۲) جناب اللہ دتا صاحب (۳) حکیم سراج الدین صاحب (۴) جناب عبد العزیز صاحب (۵) بشارت ربانی صاحب (۶) ملک احسان اللہ صاحب۔

شہر کے مختلف حصّے جہاں جہاں یہ ممبران گئے مندرجہ ذیل ہیں۔

بھاٹی دروازہ۔ بازار حکیماں۔ سید مٹھا۔ رنگ محل۔ شاہ عالمی گیٹ کشمیری بازار۔ دہلی دروازہ۔ سرکلر روڈ۔ میکلوڈ روڈ۔ ریلوے سٹیشن قلعہ گوجر سنگھ۔ مال روڈ۔ میو ہسپتال۔ نیلا گنبد پرانی انارکلی۔ ٹرنگٹن۔ ٹمپل روڈ۔ ایڈورڈ روڈ۔ انارکلی۔ موچی دروازہ۔ ممبران علیحدہ علیحدہ اڑھائی بجے سے لیکر ساڑھے ۶ بجے شام تک چکر لگاتے رہے۔

بعض لوگ بورڈ پڑھتے اور چلے جاتے۔ بعض پوچھتے کہ کیا واقعہ ہے۔ ان کو مختصراً بتایا جاتا۔ بعض گالیاں بھی دیتے۔ لیکن عام لوگوں کا رویہ شریفانہ تھا۔ اس وفد کے ہر ممبر نے اپنے کندھوں پر بورڈ اٹھائے ہوئے تھے۔ (سیکرٹری آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور)

تحریک قرضہ ساٹھ ہزار

قرضہ ساٹھ ہزار کی فراہمی کے وقت یہ وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے تمام قرضہ کی رقمیں قرضہ دینے والے دوستوں کو اکتوبر ۱۹۳۶ء تک واپس کر دی جائینگی۔ اس وعدہ کی تعمیل میں اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ تمام وہ احباب جن کو

چندہ تحریک جدید کا وعدہ کرنیوالے احباب

اخبار الفضل کا یہ پرچہ جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ شائع ہو رہا ہے ان احباب و ان جماعتوں کو خصوصیت سے بھیجا جا رہا ہے۔ جن کے ذمہ چندہ تحریک جدید کا بقایا ہے۔ احباب بغور یہ خطبہ پڑھیں۔ اور دوسرے احباب کو سنائیں۔

(فنانشل سیکرٹری تحریک جدید)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ رجب ۱۳۵۵ھ

خطبہ جمعہ

منافقین کے اعتراضات کے جواب اور مخلصین سے خطاب

مالی قربانی اور سادہ زندگی کی طرف خاص توجہ کی جائے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۹ر اکتوبر ۱۹۳۶ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

تحریک جدید کا دوسرا سال

عنقریب ختم ہونے والا ہے۔ اور تیسرے سال کے متعلق چند ہفتوں تک انشاء اللہ اعلان ہونے کو ہے۔ اس لئے پھر ایک دفعہ میں ان دوستوں کو جو

اخلاص و تقویٰ

کے ساتھ سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے فرائض کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔

میں نے بارہا کہا ہے۔ کہ جماعت کی کثرت یا تعداد کی زیادتی سلسلہ پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ ہماری کمزوری آج سے چالیس سال پہلے کے مقابلہ میں اس لحاظ سے نہیں۔ کہ آج ہماری تعداد کم ہے۔ آج سے چالیس سال قبل سارے ہندوستان میں شاید اتنے احمدی نہیں تھے۔ جتنے آج اس مسجد میں بیٹھے ہیں۔

آج سے چالیس سال قبل کا زمانہ

۱۸۹۶ء کا بنتا ہے۔ اور اس وقت سارے ہندوستان میں شاید ہزار ڈیڑھ ہزار احمدی ہوں گے۔ کیونکہ ۱۸۹۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

تین چار سو تعداد

لکھی تھی۔ اور اس لحاظ سے ۱۸۹۶ء میں اندازاً ہزار ڈیڑھ ہزار احمدی بنتے ہیں۔ اور آج اس مسجد میں جس قدر لوگ بیٹھے ہیں۔ وہ غالباً دو اڑھائی ہزار ہوں گے۔

پس تعداد کے لحاظ سے تو خدا تعالیٰ نے ہمیں اتنی ترقی دی ہے۔ کہ

آج صرف قادیان کی جماعت

اس وقت کی ساری جماعت سے زیادہ ہے۔ مگر اس زمانہ میں باوجود اس کے کہ افراد تھوڑے تھے۔ بوجہ اس کے کہ مخالفت زیادہ تھی۔ اور ہر فرد مظالم کا تختۂ مشق بن رہا تھا۔ ایمان داروں کے سامنے یہ بات نئی نئی آئی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مامور کو نئے سرے سے دُنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ ایمان

ایک شاندار مظاہرہ

کر رہا تھا۔ اور منافق بہت ہی کم تھے میں نے کہا ہے۔ کہ بہت ہی کم تھے لیکن یہ نہیں کہا۔ کہ بالکل ہی نہ تھے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود لکھا ہے۔ کہ اس زمانہ میں بھی

بعض کمزور طبائع کے لوگ

تھے۔

موجودہ زمانہ میں چونکہ بعض سارے کے سارے خاندان احمدی ہو چکے ہیں ان کے ساتھ بعض ان کے رشتہ دار بھی لگے بندھے اور ان کی دیکھا دیکھی احمدی ہو گئے ہیں۔ پھر نئے نئے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی تربیت کی طرف ان کے والدین کوئی توجہ نہیں کرتے اور وہ صرف اس وجہ سے احمدی ہیں۔ کہ اُن کے ماں باپ احمدی تھے۔ ورنہ وہ سوچ سمجھ کر یہ تحقیق کر کے جماعت احمدیہ میں شامل نہیں ہوئے۔

پھر یوں بھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں وضاحت فرمائی ہے جب جماعتیں ترقی کرتی ہیں۔ تو بعض دفعہ قربانیوں کے مطالبہ میں زیادتی کی وجہ سے

کمزور لوگوں میں منافقت

پیدا ہونے لگ جاتی ہے۔ ابتدائی زمانہ میں تو صرف یہی قربانی ہوتی ہے کہ بیعت کر لی۔ اور دین کی راہ میں مالی قربانی پیش کر دی۔ یا وہ قربانی پیش کر دی۔ جو دشمن زبردستی حاصل کرتا ہے۔ مگر جماعت کی ترقی کے بعد

سینکڑوں قسم کی قربانیوں کا مطالبہ

شروع ہو جاتا ہے۔ کچھ تمدنی ہوتی ہیں۔ کچھ اقتصادی۔ کچھ علمی۔ کچھ نفسی۔ کچھ اخلاقی۔ کچھ سیاسی کچھ اہلی۔ جو بعض لوگوں کو ناگوار گزرتی ہیں۔ اور اس وجہ سے

نفاق کا مادہ

ان میں پیدا ہونے اور نشوونما پانے لگتا ہے۔ پس اسی سنت کے مطابق اب اس وقت کی نسبت منافق زیادہ ہیں۔ اور اس لئے تعداد کی زیادتی کے باوجود ہمارے لئے وہ امن نہیں ہے۔ جو اس وقت تھا۔

غرض آج ہمیں خطرہ اس طرف سے نہیں ہے۔ کہ ہماری تعداد پہلے سے کم ہوگئی ہے۔ بلکہ خطرہ اس امر سے ہے۔ کہ اب

منافق پہلے کی نسبت زیادہ

ہیں۔ ورنہ آج اگر جماعت آدھی یا چوتھائی حصہ رہ جائے۔ لیکن ساتھ ہی۔ منافقوں کی نسبت موجودہ نسبت سے کم ہو جائے تو ہماری طاقت زیادہ ہو جائیگی۔ کم نہ ہوگی بلکہ میں تو بارہا غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ کہ اگر ہماری تعداد سو گنا کم ہو جائے۔ اور منافق بالکل نکل جائیں۔ تو ہماری طاقت موجودہ طاقت سے سو گنا زیادہ ہو جائے گی۔ منافق ایک طرف تو پوشیدہ رہتا ہے۔ اور دوسری طرف نحن مصلحون کا نعرہ لگاتا رہتا ہے۔

اس وجہ سے سادہ لوح مومن ہمیشہ ہی

منافق کی چالاکی اور ہشیاری کا شکار

رہتے ہیں۔ منافق جس سے ملتا ہے۔ پہلے اس کی نسبت تاڑتا ہے۔ کہ یہ کس خیال کا آدمی ہے۔ اور پھر اس سے بات کرتا ہے بعض منافقین کے متعلق ان کے دوستوں نے بتایا۔ کہ ہم پندرہ بیس سال سے ان سے تعلقات رکھتے تھے۔ مگر ان کی منافقت کا ہمیں کوئی علم نہیں ہوا۔ اور جب ہمیں معلوم ہوا۔ کہ انہوں نے بعض دوسرے لوگوں سے منافقانہ باتیں کیں۔ تو ہم حیران رہ گئے منافق بھی سوچ بچار کر دوستانے کرتا ہے۔ بعض دفعہ وہ ایک مخلص انسان سے اس لئے دوستانہ لگاتا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ میری برأت کا گواہ رہے گا۔ اور اس کی دوستی اور ضرورت کے موقعہ پر اس کی شہادت کی وجہ سے لوگ مجھ پر شک نہیں کر سکیں گے۔ اور خیال کرینگے کہ اتنے مخلص آدمی سے تعلق رکھنے والا منافق نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کسی شخص نے میری منافقت کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ تو میں جھٹ اس

مخلص کی شہادت

پیش کرونگا۔ کہ یہ شخص میرا اتنے سال سے دوست ہے۔ اس سے میرے خیالات پوچھو اور وہ جھٹ اپنی مومنانہ سادگی سے کود کر آگے آجائے گا۔ اور بڑے جوش سے میرے مخلص ہونے کی گواہی دے گا ایسے آدمیوں کو چھوڑ کر وہ دوسرے لوگوں سے ان کے خیالات کے مطابق منافقانہ گفتگو کرتے ہیں۔ مثلاً ایک منافق کو اگر ایک دوسرے شخص کی نسبت جو ہو تو مخلص لیکن کمزوری کی وجہ سے منافق کا اثر قبول کرنے کے لئے تیار ہو۔ یہ معلوم ہو کہ اسے

نظام سلسلہ سے کوئی شکوہ

ہے لیکن ساتھ ہی وہ خلیفہ سے اخلاص رکھتا ہے۔ تو وہ جھٹ اُسے جا کر ملے گا۔ اور یوں بات شروع کرے گا۔ کہ کیا کیا جائے۔ خلیفہ تک تو کوئی بات پہنچنے ہی نہیں دیتا۔ اگر ان تک بات پہونچے تو وہ ایک منٹ میں انصاف کر دیں۔ مگر مشکل تو یہ ہے۔ کہ ان تک بات پہونچتی ہی نہیں۔ اور یہ درمیانی افسر غریبوں پر ظلم کرتے چلے جاتے ہیں۔ سننے والا چونکہ نظام سلسلہ سے ٹھوکر کھائے ہوئے ہوتا ہے۔ اور اس کی امیدیں خلافت کے وجود سے وابستہ ہو رہی ہوتی ہیں۔ وہ اس کلام میں نظام پر حملہ اس قدر محسوس نہیں کرتا۔ جس قدر

خلافت سے عقیدت کا اظہار

اسے نظر آتا ہے۔ اور چونکہ وُہ خود بھی اس وقت اسی رائے کا ہوتا ہے۔ وہ اس منافق کو ایک عقلمند مخلص سمجھتے ہوئے اس کی صحبت کو اختیار کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ کچھ دنوں میں نفاق کا زہر اس کے ایمان کے تریاق کو بھی ضائع کر دیتا ہے اور یہ کمزور مخلص ایک دن اپنے آپ کو خالص منافق پاتا ہے۔ اس کے برخلاف اگر اسی منافق کو کسی ایسے شخص کا علم ہوتا ہے جسے کسی وجہ سے

خلافت سے کچھ بدظنی

ہو جاتی ہے۔ تو یہ دوڑ کر اس کے پاس پہونچ جاتا ہے۔ اور پہلے تو بیچ بیچ کر شبہات ظاہر کرتا ہے۔ کبھی کہتا ہے خلافت برحق۔ مگر موجودہ خلیفہ کی طبیعت ذرا نازک ہے۔ کبھی کہتا ہے خلیفہ اول بہت متقی انسان تھے۔ کبھی کہتا ہے۔ وہ بہت سادہ تھے۔ پھر آہستہ آہستہ جب وہ اس شخص کے ایمان کو کمزور کر لیتا ہے۔ تو کھلے طور پر کہہ دیتا ہے۔ کہ ناظر اور دوسرا عملہ کیا کرے۔ خلیفہ صاحب کسی کی بات تو سنتے نہیں۔ اور اگر کوئی حق بات کہدے۔ تو اس کی شامت آجائے۔ اس کو الٹی جھاڑیں پڑیں۔ اور ایسی ڈانٹ ڈپٹ ہو۔ کہ ساری عمر یاد رکھے۔ کیا کسی نے جماعت سے نکلنا ہے۔ کہ خلیفہ کو جا کر سچا مشورہ دے

غرض وہ ہر قسم کے آدمی سے علیحدہ علیحدہ ایسی گفتگو کرتا ہے۔ جو اس کمزور انسان کے مرض کے مطابق ہو۔ خواہ ایک گفتگو دوسری سے متضاد ہی ہو۔ بعض دفعہ اس منافق کی گفتگو ایسی متضاد ہوتی ہے۔ کہ اگر دونوں شخص اکٹھے ہو کر تبادلہ خیالات کریں۔ تو دنگ رہ جائیں۔ کہ اس منافق نے ایک سے کیا کہا۔ اور دوسرے سے کیا کہا۔ ایک سے تو یہ کہا۔ کہ خلیفہ بیچارا کیا کرے۔ اس تک تو ناظر بات نہیں پہونچنے دیتے۔ ورنہ وہ تو انصاف دینے پر تیار رہتا ہے۔ اور دوسرے سے یہ کہا۔ کہ کارکن تو نہایت اچھے ہیں۔ لیکن ان کی کوئی سنتا ہی نہیں۔ ناظر بیچارے کئی دفعہ سچ کہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر فوراً ڈانٹ پڑ جاتی ہے۔ غرض

منافق کی چال

ہر جگہ بدلتی رہتی ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ جن مومنوں سے وہ علیحدہ علیحدہ گفتگو کرتا ہے۔ وہ اکٹھے ہو کر تو کبھی اس کی گفتگو دہرائیں گے نہیں۔ اس لئے اس کا بھید نہیں کھل سکے گا۔ اور اگر وہ کبھی اکٹھے ہو کر بات کر بھی لیں۔ اور اس کی

شرارت کا بھانڈا پھوٹ جائے

تو قرآن کریم فرماتا ہے۔ کہ پھر یہ قسمیں کھا کھا کر اور جھوٹ بول بول کر اپنے عیب پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرینگے چنانچہ ان دنوں بھی منافقوں کا یہی رویہ ہے۔ اگر وہ پکڑے جائیں۔ تو جھٹ قسمیں کھانے لگ جاتے ہیں۔ کہ اصل میں غلط فہمی ہو گئی۔ میں نے کچھ اور کہا تھا۔ لیکن جب یہ بہانہ بھی نہ چلے۔ اور الزام ثابت ہو جائیں۔ تو پھر جو چھوٹا الزام ہو۔ اسے تسلیم کر لینگے۔ مثلاً اوپر کی مثال میں یہ تسلیم کر لیں گے۔ کہ ہاں ہم نے ناظروں کے خلاف کہا تھا۔ خلیفہ کے خلاف نہیں کہا۔ اور اس شخص کو مخاطب کر کے جس کے سامنے ناظروں کی شکایت اور خلیفہ کی برأت کی تھی۔ چلانے لگ جائیں گے۔ آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ مجھے خلیفہ کے وجود سے کس قدر اُنس ہے۔ ان صاحب کو غلط فہمی لگ گئی ہے۔ ورنہ یہ تو بے شک خلیفہ کے خلاف باتیں کہہ رہے تھے۔ لیکن میں اس کی تردید کرتا چلا جاتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ نہیں سب قصور ناظروں اور دوسرے افسروں کا ہے۔ اور وہ بیچارہ شخص بھی اپنے تجربہ کی بناء پر جو درحقیقت تجربہ نہ تھا۔ فریب تھا۔ شہادت دینے لگ جائے گا۔

قرآن کریم میں منافق کی علامت

یہ بتائی گئی ہے۔ کہ وہ حلاف اور جھوٹا ہوتا ہے۔ یعنی جھوٹ بھی خوب بولتا ہے لیکن پھر جھوٹ پر پردہ ڈالنے کے لئے قسمیں بھی خوب کھاتا ہے۔

میں نے شروع میں ہی بتایا تھا۔ کہ

تحریک جدید کے متعلق منافقوں میں چہ میگوئیاں

ہونگی۔ کیونکہ منافق زیادہ قربانیوں کی برداشت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ منافق کہیں گے۔ کہ انجمن کی مالی حالت اس قدر خراب ہے۔ اور اس پر تحریک جدید کے چندے اسے اور بگاڑ رہے ہیں۔ چنانچہ مجھے ابھی

بعض لوگوں کی نسبت

جو معزز اور باوقار سمجھے جاتے ہیں۔ اور جنہیں لوگ معتبر اور دیانتدار خیال کرتے ہیں۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ وہ اپنی مجلس میں ذکر کر رہے تھے۔ کہ اس زمانہ میں تحریک جدید کو جاری کر کے انجمن کی مالی حالت اور خراب کر دی گئی ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے لوگ عام چندے ادا نہیں کر سکتے ان کا

پہلا جھوٹ

تو انجمن کے رجسٹر دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ رجسٹروں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ انجمن کی آمد آگے سے زیادہ ہے۔ اگر قرضہ ہے۔ تو اس وجہ سے کہ اخراجات آمد کی زیادتی سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔

اس لئے نہیں - کہ آمد پہلے سے کم ہو گئی ہے - بلکہ حقیقت یہ ہے - کہ گزشتہ قریب کے سالوں میں عموماً جھٹ پٹ آمد میں کمی آنے لگتی تھی - مگر اب

متواتر کئی سال سے آمد

ایک ہی سطح پر قائم ہے - الا ماشاء اللہ کسی ہفتہ یا مہینہ میں کوئی کمی ہو - کیونکہ جو لوگ قربانی کے عادی ہو جاتے ہیں - وہ زیادہ سے زیادہ قربانی کرتے ہیں - اس لئے تحریک جدید نے آمد میں کمی نہیں کی - بلکہ زیادتی کی ہے - یا کم سے کم اسے ایک ہی سطح پر قائم کر دیا ہے *

پھر جیسا کہ میں نے جلسہ سالانہ پر اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا -

تحریک جدید طوعی

ہے - اس میں حصہ لینے کے لئے کسی کو مجبور نہیں کیا جاتا - بلکہ انہی سے اس کا چندہ لیا جاتا ہے - جو خوشی سے ادا کریں - اور انجمن کے چندے بھی باقاعدہ ادا کریں - بلکہ گزشتہ سال کئی لوگوں نے یہ بات پیش کی - کہ ہم نے تحریک جدید کا وعدہ لکھا یا تھا - مگر اس وقت ہمیں اپنی طاقت کا علم نہ تھا - اب ہم محسوس کرتے ہیں - کہ اگر

تحریک جدید کا چندہ

ادا کریں - تو انجمن کے چندے ادا نہیں کر سکیں گے - اس لئے ہمیں تحریک جدید کا چندہ معاف کر دیا جائے - تو ان کا تحریک کا چندہ معاف کر دیا گیا مگر منافق کے لئے ان دلائل کا بیان کرنا فضول ہے - کیونکہ منافق کو دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی - اور جب اس کے اعتراض کا جواب دے دیا جائے تو اول تو وہ کہدیتا ہے - کہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں - میں نے تو اعتراض ہی نہیں کیا - پھر اگر ثابت کر دیا جائے کہ اس نے اعتراض کیا تھا - تو وہ یہ کہدیتا ہے - کہ غلط فہمی ہو گئی - میرا مطلب کچھ اور تھا پھر اگر یہ بھی ثابت کر دیا جائے - کہ جو کچھ اس نے کہا تھا - اس کے متعلق کوئی غلط فہمی ہرگز نہیں ہوئی - اس کا وہی مطلب تھا - جو لیا گیا - تو پھر کہتا ہے کہ میں نے کہا تو تھا - مگر اب جو آپ نے جوابات دیئے ہیں - ان سے میری پوری تشفی ہو گئی ہے - اور

میرا ایمان دوبارہ تازہ ہو گیا ہے

اور یہ فقرہ اتنی بار دہراتا ہے - کہ سادہ لوح مومن بھی سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگ جاتے ہیں - کہ ہمارے امام کی زبان میں کس قدر تاثیر ہے - کہ اس گمراہ شدہ انسان کا ایمان پھر تازہ ہو گیا ہے - حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے - کہ ان تازہ جھوٹوں اور جھوٹی قسموں سے اس کے اندر اگر کوئی ذرہ ایمان کا تھا بھی - تو وہ بھی ضائع ہو چکا ہوتا ہے - اس کے بعد جب یہ

منافق اپنے احباب کی مجلس میں

جاتا ہے - تو کہتا ہے - کہ جی کیا کریں - گزارہ جو کرنا ہوا - اور ان اشخاص کو گالیاں دینے لگ جاتا ہے - جنہوں نے اس کا بھانڈا پھوڑا تھا - اور کہتا ہے - مجھے کیا معلوم تھا - کہ یہ خبیث ایسا بے وفا نکلے گا - اس چغلخور کو چغلی کرتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی - اور اس کے ساتھ کے منافق سر ہلاتے ہوئے اس کی ہاں میں ہاں ملائیں گے - اور کہیں گے - کہ آج کل کا زمانہ ہی ایسا گندہ ہو گیا ہے - اب تو سگے بھائی پر بھی انسان اعتبار نہیں کر سکتا اور ان بدمعاشوں میں سے کوئی بھی تو یہ محسوس نہیں کرے گا - کہ خبیث وہ خود ہیں بے وفا وہ خود ہیں - چغلخور وہ خود ہیں - اور بے اعتبار وہ خود ہیں *

درحقیقت منافق کی مثال شتر مرغ کی ہوتی ہے - جیسے کسی نے کہا تھا کہ آؤ - تم پر بوجھ لادیں - تو اس نے کہا کہ کبھی مرغوں پر بھی بوجھ لادا جاتا ہے - اور جب اسے کہا گیا کہ اگر تم مرغ ہو - تو پھر تم اڑتے کیوں نہیں - تو اس نے جواب دیا - کہ کبھی اونٹ بھی اڑا کرتے ہیں - تو

منافق شتر بھی ہوتا ہے اور مرغ بھی

اگر اس کے ایک دعوے کی بنا پر اس پر اعتراض کیا جائے - تو وہ دوسرے دعوے کی پناہ لے لیتا ہے - اور اگر دوسرے دعوے کی بناء پر اس پر اعتراض کیا جائے - تو وہ پہلے کی یا پھر ایک تیسرے دعوے کی پناہ لے لیتا ہے - اس پر وعظ و نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا - ہر گرفت پر اس کا

پہلا جواب

تو یہ ہوتا ہے - کہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں - اور جب دلیل سے ثابت کر دیا جائے - کہ جو الزام لگایا گیا ہے - اس کے مطابق ہی اس نے گفتگو کی تھی - تو اس کا

دوسرا جواب

یہ ہوتا ہے - کہ اب مجھے یاد آ گیا ہے - کہ بے شک میں نے ایسا ہی کہا تھا - مگر میرا مطلب اس سے یہ نہیں تھا - جو سمجھا گیا ہے - اور جب یہ بھی ثابت کر دیا جائے کہ اس کا مطلب بھی اس گفتگو سے یہی تھا - تو

تیسرا جواب

اس کا یہ ہوتا ہے - کہ میرا مطلب اعتراض کا نہیں تھا - بلکہ سمجھنے کا تھا - اور الحمد للہ کہ اب میں سمجھ گیا ہوں - اور میرا ایمان تازہ ہو گیا ہے - بلکہ میری اس گفتگو کی وجہ سے کئی اور میرے جیسے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچ گیا ہو گا - جن کے دلوں میں بھی ایسے خیالات پیدا ہو رہے ہونگے - اگر اس طرح سوال نہ کیا جاتا تو معارف بھی تو نہیں کھلتے - اور ایمان کو تازگی بھی حاصل نہیں ہوتی - غرض اعتراض سوال بن جاتا ہے - اور منافقت دوسروں کے ایمان کو تازہ کرنے کے ذریعہ کا نام پاتی ہے - مگر

منافق ہر موقعہ پر جھوٹ بولتا ہے

اور اس پر حسن ظن رکھنے والا مومن مطمئن ہو جاتا ہے - کہ الحمد للہ کہ اب اس شخص کی تسلی ہو گئی ہے - میں نے دیکھا ہے - کہ جتنی سفارشیں منافقوں کی میرے پاس آتی ہیں - اتنی

مخلص محتاجوں کی سفارشیں

نہیں آتیں - محلہ میں مخلص حاجتمند ہوتے ہیں - بیوائیں مصیبت میں ہوتی ہیں - یتیم آوارہ پھر رہے ہوتے ہیں - مگر کوئی خبر نہیں لیتا لیکن ادھر کسی منافق کے متعلق کوئی سوال اٹھا - اور ادھر بڑے بڑے ثقہ اور وزنی آدمی شفارشوں پر سفارشیں لے کر آتے ہیں - ملاقاتوں اور چٹھیوں کے ذریعہ ناک میں دم کر دینے میں لگی تو کہتے ہیں - کہ اس کے متعلق غلط فہمی ہو گئی ہے - کئی کہتے ہیں - کہ اب اس نے سچی توبہ کر لی ہے - اور اتنا کوئی نہیں سوچتا - توبہ تو وہ نعمت ہے - کہ بعض مومن کو بھی مشکل سے نصیب ہوتی ہے - پھر اس شخص کو اس قدر جلد یہ نایاب تحفہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کس طرح حاصل ہوا کہ جس کی نسبت قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ

دوزخ کے سب سے نچلے حصہ میں

رکھے جائیں گے - اور وہ سادہ لوح مومن جو منافقوں کی اس رنگ میں سفارش کرتے ہیں - کہ یہ منافق ہی نہیں اس کے بارہ میں غلط فہمی ہو گئی ہے کبھی یہ نہیں سوچتے کہ اگر ہر شخص جس پر منافقت کا الزام لگا ہے بری ہوتا ہے - تو وہ منافق کہاں ہیں - جن کی نسبت خدا اور اس کے رسول کے کلام میں کثرت سے خبر دی گئی ہے - ان

سادہ لوح مومنوں کی مثال

ان غیر احمدیوں کی سی ہوتی ہے۔ جو قرآن کریم میں یہ تو پڑھتے ہیں۔ کہ ہر قوم میں خدا کا نبی گزرا ہے لیکن جب کوئی حضرت کرشن یا حضرت رامچندر جی کو نبی کہدے تو آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے۔ کہ آخر قرآن کریم کے اس دعویٰ کی تصدیق کسی مثال سے ہی ہو سکتی ہے ورنہ اس صداقت کے بیان کرنے سے فائدہ کیا ہوا۔

غرض قسم کھا کر الزام کو دور کرنا یا بالکل پکڑے جانے کی صورت میں جھٹ توبہ کا اظہار کرنا تو

منافق کے بائیں ہاتھ کا کرتب

ہے۔ اس سے دھوکا کھانا تو ایک مومن کے لئے ناممکن ہونا چاہیئے۔ منافق تو جب دیکھتا ہے۔ کہ اس کا جرم ظاہر ہو گیا۔ تو فوراً بھاگتا ہے۔ اور معافی مانگتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تبوک کی جنگ سے جب واپس لوٹے۔ تو منافقین فوراً حاضر ہوئے۔ اور معذرتیں کرنے لگے۔ اور درخواست کرنے لگے۔ کہ ہمیں معاف کر دیں۔ اور للہ ایسی ہاتھ اٹھا کر دعا کر دیں۔ دیکھنے والا تو خیال کرتا۔ کہ یہ کتنے مخلص لوگ ہیں۔ یہ نہیں چاہتے۔ کہ ایک منٹ بھی اس حالت میں رہیں۔ لیکن درحقیقت ان کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ بات یہیں ختم ہو جائے۔ اور مزید تحقیقات نہ ہو لیکن مومن ایسی

بناوٹی معذرت

سے بچتا ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ تین مومن بھی اس جنگ میں نہ شامل ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کا طویل بیان احادیث میں آتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ جب میں رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی واپسی کے بعد آپ کے پاس پہونچا۔ تو میں نے لوگوں سے دریافت کیا۔ کہ سناؤ۔ پیچھے رہنے والے اور بھی کوئی آئے ہیں۔ یا نہیں اور انہوں نے کیا کیا طریق معذرت کا اختیار کیا ہے۔ اور ان سے کیا سلوک ہوا ہے۔ انہوں نے بتایا۔ کہ لوگ آتے ہی عذر معذرت کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ ہماری معافی کے لئے دعا کر دیں۔ تو آپ ان کے لئے دعا کر دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ مجھے خیال آیا۔ کہ میں بھی کوئی عذر کر دوں۔ اور سرزنش سے چھوٹ جاؤں۔ مگر پھر مجھے کچھ خیال آگیا۔ اور میں نے صحابہ سے پوچھا۔ کہ کون کون لوگ آچکے ہیں۔ انہوں نے نام لئے۔ تو سب منافق تھے۔ صرف دو مومنوں کا نام انہوں نے لیا۔ اور بتایا۔ کہ انہوں نے کوئی عذر نہیں کیا۔ بلکہ

اپنی غلطی کا اقرار

کیا ہے۔ تب میں نے دل میں کہا۔ کہ میں منافقوں کے ساتھ کیوں شامل ہوں بہتر ہے۔ کہ ایسے عذر پیش کرنے کی بجائے جو حقیقتاً عذر نہیں کہلا سکتے۔ صاف کہدوں کہ غلطی ہو گئی ہے۔ آپ جو چاہیں مجھ سے معاملہ کریں۔ چنانچہ یہ خیال آنے پر میں نے اقرار جرم کا فیصلہ کر لیا۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ نے مجھے منافقوں کے ساتھ شامل ہونے سے بچا لیا۔ چنانچہ میں گیا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے صاف طور پر کہہ دیا۔ کہ میری سستی اور غفلت تھی کہ میں غزوہ میں شامل نہ ہوا۔ ورنہ کوئی حقیقی عذر نہیں تھا۔ اس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب تک اللہ تعالےٰ کا حکم تمہارے متعلق نہ آئے۔ تم سے قطع تعلق کیا جائے گا اس صحابی کا نام مالک تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہمیں اس حکم سے سخت تکلیف پہونچی۔ کیونکہ مدینہ میں سب مسلمان ہی تھے۔ اور جو منافق تھے۔ ان میں سے بھی کسی کو جرأت نہ تھی۔ کہ ان سے بات چیت کرے۔ یہاں تو میں نے دیکھا ہے۔ کہ جن لوگوں سے بات چیت منع ہے۔ وہ محلوں میں احمدیوں کے مکانوں پر بھی چلے جاتے ہیں۔ محلے والے معلوم نہیں سوتے رہتے ہیں۔ کہ ان کو پتہ ہی نہیں لگتا۔ یہاں کے

بعض احمدی سانپوں کو پالتے ہیں

مگر وہ یاد رکھیں۔ کہ یہ سانپ نہ خدا کو ڈس سکتے ہیں۔ نہ اس کے رسول کو اور نہ خلیفہ کو۔ یہ انہی کو ڈسینگے۔ جو ان کو پالتے ہیں۔ ہم تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے محفوظ ہیں۔ کیونکہ جسے اللہ تعالےٰ اپنی حفاظت میں لے لے۔ اسے کون ڈس سکتا ہے۔ یہ انہیں کو ڈسینگے۔ جنہیں وہ ڈس سکتے ہیں۔ اور افسوس کہ وہ دیکھتے ہوئے ان سانپوں کی حرکات پر اغماض سے کام لیتے ہیں۔ غرض مدینہ میں کوئی منافق بھی ان سے بات چیت نہ کر سکتا تھا۔

مالک رضی اللہ عنہ

بیان کرتے ہیں۔ کہ اس حکم کے چند دن کے بعد معلوم ہوا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ بیوی بچے بھی ان لوگوں سے جدا ہو جائیں۔ ہم تینوں میں سے ایک صحابی بوڑھے تھے۔ ان کی بیوی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی۔ اور عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ میرا خاوند تو پہلے ہی مر چکا ہے۔ نہ کھانا کھاتا ہے۔ اور نہ سوتا ہے۔ پھر وہ بوجہ ضعیف العمر ہونے کے ہر وقت مدد کا محتاج ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات کے قابل تو وہ پہلے ہی نہیں۔ اگر آپ اجازت دیں۔ تو میں کھانے پینے میں اس کی مدد کروں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا

اتنی اجازت ہے

اس پر مجھے خیال آیا۔ کہ میں بھی کیوں نہ اپنے لئے ایسی اجازت حاصل کرنے کا انتظام کروں۔ مگر پھر خیال آیا کہ وہ بوڑھا ہے۔ میں جوان ہوں میرے لئے ایسا کرنا مناسب نہیں اس پر میں نے بیوی سے کہا۔ کہ تو میکے چلی جا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ میں تجھے بلاؤں اور تو جواب دے دے۔ مجھے کسی اور کے متعلق تو خیال ہی نہ تھا۔ کہ مجھ سے بات چیت کرے۔ ہاں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور شفقت

کی وجہ سے خیال تھا۔ کہ میرے درد کو دیکھکر آپ کو ضرور رحم آ جائیگا۔ اس لئے میں آپ کی مجلس میں جاتا۔ اور زور سے السلام علیکم کہتا۔ اور پھر دیکھتا کہ آپ کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں۔ یا نہیں۔ مگر آپ جواب نہ دیتے۔ اور میں گھبراہٹ میں اُٹھ آتا۔ اور خیال کرتا۔ کہ آپ کے ہونٹ ہلے ہونگے مگر میں دیکھ نہیں سکا۔ اس لئے مجلس سے اٹھکر چلا جاتا۔ اور پھر لوٹ کر آ کر زور سے السلام علیکم کہکر پھر ہونٹوں کی طرف دیکھتا۔ اور پھر اُٹھ آتا۔ اور پھر جاتا۔ مگر آپ جواب نہ دیتے۔ ہاں کنکھیوں سے کبھی کبھی میری طرف دیکھ لیتے۔ وہ کہتے ہیں۔ جب بہت دن گذر گئے۔ تو میں

اپنے چچیرے بھائی کے پاس

جس کے ساتھ میں ہمیشہ کھاتا پیتا اور رہتا سہتا تھا۔ گیا۔ وہ اپنے باغ میں کام کر رہا تھا۔ میں نے اسے کہا۔ کہ اے بھائی تو میرا محرم راز ہے۔ ہم دونوں ہمیشہ اکٹھے رہے ہیں۔ اور ہماری

کوئی بات

ایک دوسرے سے پوشیدہ نہیں تجھے خوب معلوم ہے۔ کہ میں مخلص مسلمان ہوں۔ اور نفاق کی کوئی رگ مجھ میں نہیں۔ میں آج

گھبراہٹ میں

تجھ سے پوچھنے آیا ہوں۔ کہ بتا۔ کیا میں منافق ہوں۔ مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور صرف آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا۔ جس سے اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ

خدا اور اس کا رسول

ہی بہتر جانتے ہیں - وہ کہتے ہیں - کہ جب ایسے بھائی نے جو میرا محرم راز تھا - مجھے یہ جواب دیا - تو میں نے محسوس کیا - کہ زمین مجھ پر تنگ ہو گئی ہے اور میں گھبرا کر باغ کی دیوار پھاند کر باہر آگیا - اور دیوانہ وار شہر کی طرف چل پڑا - جب شہر کے پاس پہونچا - تو ایک شخص میرے قریب آیا - اور پوچھا کہ کیا تو فلاں شخص ہے - میں نے کہا - ہاں - تو اس نے مجھے ایک خط دیا - کہ یہ فلاں بادشاہ نے بھیجا ہے - یہ ایک

عرب کا عیسائی بادشاہ

تھا - جو رومی حکومت کے ماتحت تھا - میں نے کھول کر پڑھا - تو اس میں لکھا تھا - کہ ہم جانتے ہیں - کہ تم عرب کے رئیس ہو - اور تمہیں محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ذلیل کیا ہے - حالانکہ تمہاری قدر کرنی چاہیئے تھی - اگر تم میرے پاس آجاؤ - تو میں تمہارے شایان شان تم سے سلوک کروں گا -

مالک رضؓ کہتے ہیں - کہ میرے بھائی نے مجھے جو جواب دیا تھا - اس سے میرا دل الٹ رہا تھا - وہ خط دیکھ کر مجھ پر سکتہ کی حالت طاری ہو گئی - اور میں نے سوچا - کہ یہ

شیطان کا آخری حملہ

ہے - ایسا نہ ہو میرے قدم لڑکھڑا جائیں - اور میں نے اس قاصد سے کہا کہ میرے پیچھے آؤ - ایک جگہ ایک آدمی بھٹی جلا رہا تھا - میں نے اس خط کو پرزے کر کے اس میں ڈال دیا - اور اس سے کہا - کہ اپنے بادشاہ سے کہدینا - کہ اس کا یہ جواب ہے - یہ ان کے ابتلاء اور

مصیبت کی آخری گھڑیاں

تھیں - آخر اللہ تعالے نے رحم کیا - اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا - کہ ان کی غلطی معاف کر دی جائے - تو مومن اس قسم کی توبہ نہیں کرتا - جیسی کہ منافق کرتا ہے (اگر اللہ تعالے نے توفیق دی - تو میں کسی آئندہ خطبہ میں یہ بتاؤں گا کہ

مومن کی توبہ اور منافق کی توبہ

میں کیا فرق ہوتا ہے - کہ ایک کو سچا تسلیم کیا جاتا ہے - اور دوسری کو جھوٹا کہا جاتا ہے - اور کیوں ایک کو فوراً توبہ کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے - اور دوسرے کی فوری توبہ کو منافقت کی علامت قرار دیا جاتا ہے) مومن اگر غفلت کرے تو

سزا کے لئے ہر وقت تیار

رہتا ہے - وہ جانتا ہے - کہ اصل معافی تو تکلیف اور قربانی کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے - لیکن منافق جھٹ معذرت کرتا ہے - اس کا پہلا پینترا یہ ہوتا ہے کہ بالکل غلط ہے - دوسرا یہ کہ ہاں یاد آگیا - میں نے کہا تھا - اور تیسرا یہ کہ اب میری تسلی ہو گئی ہے - کمزوری کی گھڑیاں بھی انسان پر آہی جاتی ہیں - اب پھر میرا

ایمان تازہ ہو گیا

ہے - حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے - کہ ایمان کبھی اس کے دل میں تھا ہی نہیں - یا اگر کبھی تھا - تو مدت ہوئی - رخصت ہو چکا ہے - مگر مومن سے وہ روز اسے تازہ کرتا ہے - بس

مومن اور منافق میں یہ فرق ہے

کہ مومن غلطی کرتا ہے - تو سزا کو برداشت کرتا ہے - مگر منافق جھوٹ بولتا - اور معذرتیں کرتا ہے - منافق کو پکڑنا مشکل نہیں - مگر اس کے لئے دانائی - اور بیدار مغزی کی ضرورت ہے - جو افسوس ہے - کہ ہمارے دوستوں میں بہت کم ہے اگر کبھی میں منافقین کے لئے سفارش کرنے والوں کے نام ان بورڈوں پر لگوا دوں - جو اشور عامہ نے لگوا رکھے ہیں - تو دوست حیران رہ جائیں - کہ کیا سب کو انہی سے اخلاص تھا -

بعض حالات میں میں جانتا ہوں - کہ یہ اس منافق کی چالبازی کا نتیجہ ہوتا ہے - اور چونکہ روشن دماغی ان دونوں کم ہے - اس لئے دوست اس کے قابو میں آجاتے ہیں - ان کے

عقل کا توازن

خراب کرنے کے لئے دو آنسو گرا دینا دو سرد آہیں بھر لینا یا دو قسموں کا کھا لینا کافی ہوتا ہے - پھر وہ جو کہے درست مان لیتے ہیں -

تو منافق اعتراض کرتے ہیں - مگر حقیقت یہی ہے - کہ ایسی جگہ جہاں کوئی جواب دینے والا نہ ہو - ورنہ جواب دے سکنے والوں کے سامنے وہ ایک اعتراض بھی کر کے دیکھیں - پھر انہیں معلوم ہو - کہ کس طرح انہیں جوتے اٹھا کر بھاگنا پڑتا ہے -

ہم نے ایک کام کرنا ہے - بلکہ ہم نے کیا ہمارے خدا نے کرنا ہے اور اس کے لئے ہم تو ایسے ہی ہیں جیسے روٹی پکانے والا اُپلے استعمال کرتا ہے - اُپلے کی حیثیت سوائے اس کے کیا ہے - کہ وہ جلتا ہے - اور راکھ ہو جاتا ہے - پس انسان تو محض واسطہ بنتا ہے - ورنہ جس حقیقت کو اللہ تعالے قائم کرنا چاہتا ہے - وہ اجسام سے تعلق ہی نہیں رکھتی

انسان کا تعلق

تو اس میں صرف اتنا ہی ہوتا ہے - جتنا روٹی پکانے کے لئے اُپلے کا - ورنہ جو کام خدا تعالے نے کرنا ہے - اُسے کوئی روک نہیں سکتا - کیا تم سمجھتے ہو - کہ اگر میں مومنوں کو بیدار کرنا چھوڑ دوں تو یہ کام رک جائیگا - یا اگر غافلوں کو چست کرنا چھوڑ دوں - تو یہ کام نہ ہوگا - اگر سوتوں کو بیدار نہ کروں - تو یہ کام رہ جائیگا - ہرگز نہیں - وہ میری یا کسی اور کی ذات سے تعلق نہیں رکھتا - وہ ہر حال میں ہوگا مگر ہر انسان حریص ہوتا ہے کہ وہ اور اس کے دوست فائدہ اٹھائیں - اس لئے میں چاہتا اور کوشش کرتا ہوں - کہ

مجھے بھی اور میرے دوستوں کو بھی

اس میں خدمت کا موقعہ مل جائے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہم پر بھی ہو جائے اس سلسلہ میں وعظ و نصیحت کا یہی مطلب ہے - کہ جیسے کوئی خزانہ ملنے لگا ہو - تو ایک دوست جسے اس کا علم ہو جائے - وہ دوسرے دوستوں کو بھی اطلاع کر دے - کہ آؤ جھولیاں بھر لو - رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے ایک

بیعت رضوان

لی تھی - جو ایک بیری کے درخت کے نیچے لی گئی تھی - اس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو صلح کا پیغام دیکر مکہ بھیجا تھا - وہاں ان کے دوستوں اور رشتہ داروں نے ان کو ٹھہرا لیا - اور یوں مصالحت کی باتیں بھی لمبی ہو گئیں اس لئے جس وقت تک ان کی واپسی کا اندازہ تھا وہ نہ آئے - میں حضرت عثمانؓ کے اخلاص کا ذکر بھی کر دیتا ہوں - حضرت عثمانؓ جب مکہ میں گئے تو ان کے دوستوں نے کہا - کہ اب آپ آ تو گئے ہیں عمرہ کر لیں - انہوں نے جواب دیا - کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے - کہ تمہاری فوجیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو تو باہر روکے ہوئے ہوں - اور میں عمرہ کروں - ہاں اگر کروں گا - تو آپ کے ساتھ کروں گا - ورنہ نہیں کروں گا -

تو ادھر ان کی واپسی میں دیر ہوئی۔ اور ادھر بعض شرارت پسندوں نے مشہور کر دیا۔ کہ حضرت عثمانؓ قتل کر دیئے گئے ہیں۔ اور منافقوں نے حبث یہ خبر پھیلادی تا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جوش میں آکر حملہ کر دیں۔ مگر آپ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے حملہ تو نہ کیا۔ مگر چونکہ ہوشیار رہنا ضروری تھا۔ آپ نے صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا۔ کہ میں تم سے بیعت لینا چاہتا ہوں۔ یہ بیعت اسلام کی بیعت کے علاوہ ہوگی۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت عثمانؓ جو میرے ایلچی تھے۔ شہید ہو گئے ہیں۔ تو ہم ان کے قاتلوں سے جنگ کریں گے اور آپ لوگوں میں سے جو چاہیں میرے ہاتھ پر اس وقت بیعت کریں۔ کہ اگر ایسی جنگ ہمیں کرنی پڑی۔ تو وہ میدان جنگ سے بھاگے گا نہیں۔ بلکہ فتح کے بغیر لوٹیگا نہیں (اس بیعت کو بیعت رضوان کے علاوہ

موت کی بیعت

بھی کہتے ہیں) صحابہ آئے۔ اور بیعت کے لئے ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ حتےٰ کہ بعض کو تو اتنا جوش تھا۔ کہ وہ تلوار سے دوسرے کو پیچھے ہٹا کر خود بیعت کے لئے آگے بڑھنا چاہتے تھے اتفاقاً حضرت عمرؓ اس وقت کہیں ادھر ادھر گئے ہوئے تھے۔ لیکن ان کے لڑکے عبداللہ بن عمرؓ موجود تھے۔ انہوں نے خود ایک موقعہ پر بیان کیا۔ کہ ایک نیکی میں اگر میں چاہتا۔ تو اپنے باپ سے آگے بڑھ جاتا۔ اور وہ موقعہ بیعت رضوان کا تھا۔ جب یہ بیعت شروع ہوئی۔ تو میں نے ادھر ادھر دیکھا حضرت عمرؓ وہاں موجود نہ تھے۔ میں ان کی تلاش میں چلا گیا۔ اور جب تلاش کرکے لایا۔ اس وقت بہت سے لوگ بیعت کر چکے تھے۔ میں اگر اپنے باپ کو شریک کرنے کی کوشش نہ کرتا تو

سابقون میں ہوتا۔ تو مومن ضرور کوشش کرتا ہے۔ کہ

عزیز و اقرباء کو نیکی میں شریک کرے

ورنہ خدا تعالےٰ کے کام نہ کسی کے شریک ہونے سے مکمل ہوتے ہیں۔ اور نہ کسی کے شریک نہ ہونے سے رہ جاتے ہیں کئی منافق طبع اور کمزور ایمان والے یہ کہدینگے۔ کہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ روپیہ کے بغیر یا آدمیوں کے بغیر کام ہو جائے۔ اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ ان کا

یہ اعتراض صحیح ہے

مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا تمہارا دیکھا ہی سب کچھ ہے۔ اگر تمہیں اس میدان کی خبر ہو۔ جو

روحانیت کا میدان

ہے۔ تو تمہیں پتہ لگے۔ کہ وہاں یہ سوال نہیں ہوتا۔ انسان ایک رؤیا دیکھتا ہے کہ وہ آسمان پر ہے۔ اور خدا کے حضور پیش ہے۔ مگر تمہیں کیا نظر آتا ہے صرف یہی۔ کہ وہ خراٹے لے رہا ہے۔ اسی طرح روحانیت کے مقام کی اس شخص کو کیا خبر ہو سکتی ہے۔ جو وہاں گیا ہی نہیں۔ تم بے شک کہہ سکتے ہو۔ کہ جب ہم نے دیکھا ہی نہیں۔ تو کیسے مان لیں۔ مگر یہ بھی تو سوچو۔ کہ

وہ روپیہ اور وہ آدمی

کہاں سے آتے ہیں۔ جن سے کام ہوتا ہے۔ جس کی عقل ہو۔ وہ جانتا ہے کہ خدا ہی لاتا ہے۔ پھر وہ آدمی کہاں ہوئے۔ جو کام کرتے ہیں۔

وہ خدا ہی ہوُا

اور وہ روپیہ کہاں ہوُا۔ وہ بھی خدا ہی ہوُا۔ ہماری جماعت کی جو کمزور حالت ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ مگر

سات کروڑ مسلمانوں کا کوئی ایک بھی ادارہ ہے؟

جس میں غرباء سے اتنا روپیہ آتا ہو۔ جتنا ہماری جماعت جمع کرتی ہے۔ بے شک امراء کے بعض کالج وغیرہ ہیں۔ مگر وہ بھی یا تو حکومت سے امداد لیتے ہیں۔ یا راجوں۔ مہاراجوں کی مدد سے چلتے ہیں۔ افراد کی امداد ہندوستان بھر میں کسی کو اتنی نہیں ملتی۔ حالانکہ

مسلمانوں کی تعداد سات کروڑ ہے

اور ہماری تعداد سرکاری مردم شماری کے مطابق پنجاب میں صرف ۵۶ ہزار اور سارے ہندوستان میں ایک لاکھ ہے۔ پھر منافق بھی شور مچاتے رہتے ہیں۔ اور ورغلاتے رہتے ہیں مگر ہمارے دوست

ہر لحاظ سے قربانی میں آگے

ہی بڑھتے ہیں۔ پس سوچنا چاہیئے۔ کہ یہ سب کام کون کر رہا ہے۔ دوسری انجمنوں میں سے کسی میں اگر ایک منافق بھی ہو۔ تو وہ ٹوٹ جاتی ہے۔ مگر

یہاں بیسیوں ہیں

ان کی سفارشیں بھی دوست کرتے ہیں۔ تائیدیں بھی کرتے ہیں۔ اور ان کی باتیں بھی سنتے ہیں۔ پھر بھی قربانی میں آگے ہی آگے جماعت بڑھتی جاتی ہے۔ کیا اس کے باوجود کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ کام انسان کرتے ہیں۔

کارلائل

ایک انگریز جو بڑا مصنف ہے۔ اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق بھی ایک مضمون لکھا ہے۔ جس میں وہ لکھتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت اور عظمت ان کی تعلیم کی وجہ سے قائم نہیں ہوئی۔ بلکہ تلوار سے قائم ہوئی ہے۔ مگر وہ کہتا ہے

اس اعتراض کی حقیقت میری سمجھ میں نہیں آتی۔ کیونکہ اس اعتراض کے ساتھ ہی ایک دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ جس کا جواب کوئی نہیں دے سکتا۔ کہ یہ

تلوار چلانے والے کہاں سے آئے

تھے۔ کیا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کوئی نسلی بادشاہ تھے۔ کہ انہوں نے اپنی سپاہ سے اپنے ملک کو وسیع کر لیا۔ اگر نہیں تو پھر سوال یہ ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ تلوار چلانے والے کہاں سے آئے تھے۔ وہ بہادر لوگ جنہوں نے ساری دُنیا کو مار مار کر اس طرح آگے لگا لیا۔ سوچنا چاہیئے۔ کہ ان تلوار چلانیوالوں کو کونسی تلوار نے فتح کیا تھا؟ اگر کہو کہ دلیل سے وہ قابو کئے گئے تھے۔ تو پھر سوال یہ ہے۔ کہ جس دلیل نے ان بہادروں کو قابو کیا تھا۔ تم کس طرح کہہ سکتے ہو۔ کہ وہ دلیل دوسروں کو قابو کرنے میں ناکام رہی تھی۔ کارلائل کا یہ جواب یہاں بھی چسپاں ہوتا ہے۔ بیشک ہمارا کام بھی بظاہر آدمیوں اور روپیہ کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ مگر ان آدمیوں اور روپیہ کو لانیکے ذرائع کو بھی تو دیکھنا چاہیئے۔ ان کو خدا تعالےٰ کے سوا کون لاتا ہے۔

منافق اور بعض غیر احمدی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی یہ کہا کرتے تھے۔ کہ منظم جماعت ہے اس لئے کام چل جاتا ہے۔ مگر وہ بھی یہ نہ سوچتے تھے۔ کہ ان لوگوں کو کون لایا۔ جو تنظیم کے ماتحت چلنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔

اعلان ضروری

میں اپنے دونوں لڑکوں محمد اسمٰعیل کاتب و نورالدین دکاندار کو نافرمانی کی وجہ سے عاق کرتا ہوں اور اپنی جائیداد سے بیدخل کرتا ہوں۔ خاکسار مستری اللہ بخش دوکاندار محلہ دارالرحمت قادیان

نشان انگوٹھا مستری اللہ بخش ولد بھولا ۱۲/۱۰ اکتوبر ۱۹۳۶ء

اس اعتراض کا جواب اللہ تعالےٰ نے خود ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیا ہے۔ فرماتا ہے۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کرینگے پس جب کوئی شخص سلسلہ کی مدد کرتا ہے تو اس لئے کہ خدا کا فرشتہ اسے کہتا ہے کہ جا اور جا کر مدد کر۔ غرض ہمیں جو کچھ ملتا ہے آدمیوں کا دیا ہوا نہیں۔ بلکہ خدا کا دیا ہوا ہے۔ اور ہمارے سلسلہ کے کام آدمیوں اور روپوں کے بغیر ہی چل رہے ہیں۔ کیونکہ جس طرح وحی سے مدد کرنے والا انسان کی حیثیت سے نہیں۔ بلکہ

خدا تعالیٰ کے ہتھیار کی حیثیت سے

کام کرتا ہے۔ اسی طرح وحی سے ملا ہوا روپیہ نہیں صرف خدا تعالےٰ کا اذن ہے۔

غرض الہام الٰہی کے مطابق ہر وہ قربانی کرنے والا جو سلسلہ کی مدد کرتا ہے وہ اپنی ہر قربانی کے وقت ملہم ہوتا ہے اگر وہ ایک پیسہ بھی سلسلہ کی خدمت کے لئے دیتا ہے۔ تو چونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ کا الہام اس کے دل پر نازل ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لئے دیتا ہے۔ پس اس اعتراض کا جواب اللہ تعالےٰ نے پہلے ہی دے دیا ہوا ہے۔

منافقوں کے ان سوالوں کا جواب دینے کے بعد میں اب ان مخلصوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ جو

میرے اول مخاطب

ہیں۔ اتنی لمبی تمہید میں نے اس لئے بیان کی ہے۔ کہ منافق میرے مخاطب نہیں ہیں۔ ان سے کیوں مدد لوں جن کے متعلق دل چاہتا ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ ہدایت نہ دے۔ تو ان کو تباہ کر دے ایسے لوگ تو جب چندہ دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت لے لیتا ہوں۔ ورنہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ واپس کر دوں

کہ یہ مال ہمارے لئے کسی برکت کا نہیں بلکہ نقصان کا موجب ہی ہوگا پس

میں مومنوں سے کہتا ہوں

کہ کیا تم نہیں جانتے۔ کہ تمہارے سامنے اللہ تعالےٰ نے بغیر روپیہ اور بغیر آدمیوں کے کام کیا ہے۔ جب جماعت میرے سپرد ہوئی۔ اس وقت سترہ اٹھارہ ہزار روپیہ قرض تھا۔ اور خزانہ میں صرف چند آنے تھے۔ پھر بھی اللہ تعالےٰ نے ثابت کر دکھایا یا نہیں۔ کہ وہ بغیر روپیہ کے بھی کام چلا دیتا ہے۔ اس وقت غیر مبائعین نہایت فخر سے کہا کرتے تھے۔ کہ ہمارے ساتھ اٹھانوے فی صدی جماعت ہے اور تمہارے ساتھ صرف دو فی صدی۔ مگر اب ان سے پوچھ کر دیکھو کہ اٹھانوے فی صدی ان کے ساتھ ہے یا میرے ساتھ۔ اور اس وقت تک

ایک کروڑ کے قریب روپیہ

میرے ہاتھوں سے گذر چکا ہے۔ یہ مطلب نہیں۔ کہ میرے ہاتھ میں آیا۔ بلکہ انجمن میں بھی جو آتا ہے۔ وہ میری نگرانی میں خرچ کرنے کے لئے ہی لوگ بھیجتے ہیں۔ اس لئے اصولی طور پر وہ بھی میرے ہاتھ میں ہی آتا ہے تین لاکھ کا عام طور پر ہمارا بجٹ ہوتا ہے۔ خاص چندے اس کے علاوہ ہوتے ہیں۔ اور اس طرح ۲۲ سال کے عرصہ میں قریباً اسی لاکھ روپیہ آچکا ہے۔ پھر مقامی طور پر بھی جماعتیں چندے کرتی ہیں۔ اور ان کی تعداد ۲۰۔ ۲۵ لاکھ سے کم نہ ہوگی۔ پس چند آنے اور دو فی صدی آدمی میرے ہاتھ میں دے کر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی۔ کہ میں ان چند آنوں کو ایک کروڑ روپیہ سے اور دو فی صدی آدمیوں کو اٹھانوے فی صدی یا اس سے بھی زیادہ آدمیوں سے تبدیل کر دوں۔ کئی دفعہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک سادھو ایک شخص کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے دس روپیہ

کا نوٹ دو۔ میں بیس کا بنا دوں گا۔ اور لوگ یہ جاننے کے باوجود کہ وہ نہیں بنا سکتا۔ اسے روپیہ دے دیتے ہیں انہیں اس بات کا یقین نہیں ہوتا۔ کہ وہ ایسا کر سکیگا۔ پھر بھی لالچ کی وجہ سے اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ مگر ان نادانوں کو دیکھو جو مجھ پر ایمان نہیں لاتے جس نے چند آنوں کو ایک کروڑ بنا دیا۔ اور

دو فی صدی کو اٹھانوے فیصدی

میں بدل دیا۔ اور پھر یہ سب کام ان حالات میں ہوا کہ مخالفت کے طوفان کے بعد طوفان اٹھتے چلے آتے تھے۔

یہی وہ کام ہے جسے زمینی

زبان میں جادو اور آسمانی زبان میں معجزہ

کہتے ہیں۔ اور معجزہ بھی نبیوں والا معجزہ جو نبیوں اور ان کے خلفاء کو ہی ملتا ہے ان کے سوا بڑے بڑے اولیاء بھی اس سے محروم رہتے ہیں۔ کاش لوگ آنکھیں رکھتے اور دیکھتے اور اس حقیر قربانی کو نگہ میں نہ رکھتے۔ جس کی توفیق ان کو یا ان کے دوستوں کو ملی ہے بلکہ ان عظیم الشان نتائج کو دیکھتے جو اس حقیر قربانی کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ نے میرے ہاتھ سے ظاہر کرائے ہیں میں مخلصوں کو پھر ایک بار توجہ دلاتا ہوں کہ وہ

اپنے وعدوں کو پورا کریں

تھوڑا عرصہ ہوا۔ میں نے پہلے بھی توجہ دلائی تھی۔ کہ اس سال کی آمد گذشتہ سال کی اسی تاریخ سے گیارہ ہزار کم ہے اگرچہ وعدے گذشتہ سال سے زیادہ ہیں اور تحریک کی تھی۔ کہ دوست اس کمی کو جلد پورا کریں اور یہ

اللہ تعالیٰ کے شکر اور حمد کا مقام

ہے۔ کہ اب کمی ۱۱ ہزار کے بجائے صرف ۴½ ہزار رہ گئی ہے (آج جب کہ میں خطبہ درست کر رہا ہوں یہ کمی ۸ سو رہ گئی ہے) مگر چونکہ اب تک بھی گذشتہ سال سے آمد کم ہے حالانکہ ۸۰۰۰ ہزار کے قریب زیادہ ہونی چاہئے تھی۔ اس لئے میں پھر احباب کو اس نقص کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ بعض بڑی جماعتوں نے

بہت لاپروائی

کی ہے۔ مثلاً لائلپور۔ لاہور۔ اور سیالکوٹ کی جماعتیں اعتراض کے نیچے آ رہی ہیں۔ بعض دیہات کی جماعتوں نے اپنی نسبت کے لحاظ سے بہت چندے دیئے ہیں۔ ایک گاؤں میں معمولی حیثیت کے صرف چار پانچ احمدی ہیں۔ ایک ان میں سے شاید مدرس یا پٹواری ہے اور باقی زمیندار ہیں۔ مگر ان کا چندہ ڈیڑھ سو اگر اس نسبت سے بڑی جماعتوں کا چندہ لیا جاتا تو وہ تین چار گن زیادہ ہونا چاہئے تھا